

رجسٹرو ایل نمبر ۲۶۵۰

ماہواری  
رسالہ

شمس  
الائم  
جیرہ

نصابی خطبہ اعلیٰ

# بیادِ گل

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطرقت فخر العیسا و قدوة السالکین  
زبدۃ العارفین امام العاشقین مولانا الحاج محمد زکریا زکریا نور اللہ مدظلہ  
اعراض و مقاصد

۱، اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ - تبلیغ و اشاعت اسلام  
۲، اصلاح رسوم و احیاء و اشاعت علوم دینیہ

## قواعد و ضوابط

۱، رسالہ کی عاقبت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ مگر جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بخر  
اعانت ارسال فرمائیں گے وہ معاون خاص متصور ہونگے ایسے حضرات کے اسماء گرامی شکریتہ  
کے ساتھ درج رسالہ ہوا کرینگے ۲، غریب اور مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت  
ڈیڑھ روپیہ سالانہ مقرر ہے ۳، ممبران حزب الانصار اور حزب الانصار کے معاونین کی خدمت  
میں رسالہ بلا معاوضہ بھیجا جائیگا۔ چندہ ممبری کم از کم چار آنہ ہوا مقرر ہے ۴، جو صاحب کم  
از کم پانچ روپیہ دیں گے۔ وہ معاونین میں شمار ہوں گے۔ اور ان کی خدمت میں انکی خواہش پر  
ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔ (۵)، بذریعہ دی۔ پی ارسال کرنے پر ہم زیادہ  
خچ ہوتے ہیں نیز بعض اصحاب دی۔ پی واپس کرتے ہیں اسلئے دفتر کا نقصان ہوتا ہے لہذا  
جملہ خریداران در چندہ بذریعہ دی۔ آرڈر ارسال فرمایا کریں (۶)، نمونہ کارچہ ہر کالٹ آئے پڑیگا۔  
مفت نہیں بھیجا جائیگا (۷)، رسالہ ہر گزیری ماہ کے پہلے ہفتہ میں بھیرہ سے ڈاک میں  
ڈالا جاتا ہے۔ چونکہ رسائل کے چوروں کی آجکل کثرت ہے اس لئے جس صاحب کو  
نہ ملے وہ دوسرے ماہ کی یکم سے پہلے اطلاع دیں۔ ورنہ دفاتر ذمہ وار نہ ہوگا۔ جملہ  
خط و کتابت و ترسیل زر بین

منجر رسالہ شمس السلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# شمس المآثر جریده

الاجمعیہ

صفحہ	موضوع	صفحہ
۱	باب الحدیث	۱
۲	باب الفقہ	۲
۳	مسلمانوں کا مستقبل	۳
۴	شیعوں سے سوالات	۴
۵	لطائف و ظرائف	۵
۶	حضرت علی کی شان میں ایک	۶
۷	مرزائی مناظر کی گستاخی	۷
۸	حزب الانصار کا شاندار	۸
۹	کارنامہ	۹
۱۰	اعتذار و اظہار	۱۰
۱۱	از مولوی کرم حسین صاحب	۱۱
۱۲	چھاپسیدن شاہ	۱۲
۱۳	.. ..	۱۳
۱۴	.. ..	۱۴
۱۵	.. ..	۱۵
۱۶	.. ..	۱۶
۱۷	.. ..	۱۷
۱۸	.. ..	۱۸
۱۹	.. ..	۱۹
۲۰	.. ..	۲۰
۲۱	.. ..	۲۱
۲۲	.. ..	۲۲
۲۳	.. ..	۲۳
۲۴	.. ..	۲۴
۲۵	.. ..	۲۵
۲۶	.. ..	۲۶
۲۷	.. ..	۲۷
۲۸	.. ..	۲۸
۲۹	.. ..	۲۹
۳۰	.. ..	۳۰
۳۱	.. ..	۳۱
۳۲	.. ..	۳۲
۳۳	.. ..	۳۳
۳۴	.. ..	۳۴
۳۵	.. ..	۳۵
۳۶	.. ..	۳۶
۳۷	.. ..	۳۷
۳۸	.. ..	۳۸
۳۹	.. ..	۳۹
۴۰	.. ..	۴۰
۴۱	.. ..	۴۱
۴۲	.. ..	۴۲
۴۳	.. ..	۴۳
۴۴	.. ..	۴۴
۴۵	.. ..	۴۵
۴۶	.. ..	۴۶
۴۷	.. ..	۴۷
۴۸	.. ..	۴۸
۴۹	.. ..	۴۹
۵۰	.. ..	۵۰

کامیاب ہو کر پھر احمد ایڈیٹر ہندو پبلشر منوہریم پریس سرگودھا سے طبع ہو کر دفتر رسالہ شمس المآثر بمبئی سے شائع ہوا

## باب الحدیث

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے۔ ناگاہ آپ نے ایک کھڑے شخص کو دیکھا۔ پس اُس کی نسبت دریافت کیا۔ صحابہ نے عرض کی۔ ابواسرائیل ہے جس نے نذر مانی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا نہ بیٹھے گا اور نہ سایہ میں آئے گا۔ اور نہ کلام کرے گا۔ بلکہ روزہ رکھے گا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُسے حکم دو۔ پس چاہئے کہ وہ کلام کرے۔ اور سایہ میں آئے۔ اور بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ۔ باب فی الذکور)

عن ابی امامۃ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سوتہ فمر رجل بغار فیه شیء من ماء وبقول فحدث نفسه بان یقیم فیہ یتخلی من الدنیا فاستاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لید البعث یا الیہودیۃ وکلا بالنصرانیۃ ولکنی بعثت بالحنیفیۃ السمیۃ والذی نفس محمد سید الغلۃ اور وحۃ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیہما ولمقام احدکم فی الصف خیر من صلاحۃ ستین سنۃ

رواہ احمد۔ ترجمہ: ابوامامہ سے روایت ہے۔ کہا ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لشکر میں (جہاد کیلئے) نکلے۔ پس ایک شخص ایک غار پر گذرا جس میں کچھ پانی اور سبزی تھی اُس نے اپنے جی میں کہا۔ کہ میں اس میں قیام کروں اور دنیا سے کنارہ کش ہو جاؤں۔ پس اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں یہودیۃ و نصرانیۃ کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا۔ بلکہ میں آسان سچے دین کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں تمھاری جان ہے۔ البتہ صبح یا شام کو اللہ کے راستے میں جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ کسی کا (جہاد میں) صف میں کھڑے ہونا اُس کی ساٹھ سال کی نماز سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا (مشکوٰۃ) (کتاب الجہاد)

عن سعد بن ابی وقاص قال رد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علی عثمان بن مظعون التبتل فلو اذن له لاختصینا متفق علیہ ترجمہ سعد  
 بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن  
 مظعون کو عورتوں سے کنارہ کشی کی اجازت نہ دی۔ اگر اُسے اجازت مل جاتی تو  
 البتہ ہم از خود خاصی ہو جاتے۔ (مشکوٰۃ کتاب النکاح)

عن عثمان بن مظعون قال یا رسول اللہ ائذن لنا فی الاختصاص فقال  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس مناصن خصی ولا اختصی ان خصا  
 امتی الصیفا فقال ائذن لنا فی الترهیب فقال ان ترهب امتی المجلس  
 فی المساجد انتظارا لصلوة رواہ فی شرح السنۃ ترجمہ عثمان بن مظعون  
 سے روایت ہے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ ہمیں خصی ہونے کی اجازت دیں پس  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارے طریق پر نہیں جو دوسرے کو خصی  
 کرے۔ اور نہ وہ جو از خود خصی ہو جائے۔ تحقیق میری امت کا خصی ہونا روزہ رکھنا  
 ہے پس عثمان بن مظعون نے عرض کی کہ آپ ہمیں آفاق گردی کی اجازت دیدیں  
 آپ نے فرمایا کہ میری امت کی آفاق گردی خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہے پس عثمان بن  
 مظعون نے عرض کی کہ آپ ہمیں رہبانیت کی اجازت دیدیں آپ نے فرمایا کہ میری  
 امت کی رہبانیت مسجدوں میں نماز کی انتظار کے واسطے بیٹھنا ہے۔ اس حدیث  
 کو امام بخاری نے شرح السنۃ میں روایت کیا ہے (مشکوٰۃ باب المساجد مرفوع الصلوٰۃ)  
 مولانا روم فرماتے ہیں

زائکہ عفت ہست شہوت را گرد  
 غازی بر مرگاہ نتوالی نمود  
 بعد از آن کہ تسخیر آن عفت  
 شرط نمود پس فرو ناید جزا

ہیں مکن خود را خصی رہاں مشو  
 بے ہواہی از ہوا ممکن نہ بود  
 پس کلو اندہر دام شہوت ست  
 چونکہ رنج صبر نہ بود مر ترا

جسذا آن شرط وشاد آن جزا : آں جزائے دلنواز جاں فزا  
 ان هذا الذين صنفين فاعل فيه برفق ولا تکرهوا عبادة الله  
 الى عباده فان المنبت لا يقطع سمنرا ولا يستبقه ظهل - ترجمہ : آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دین متین ہے۔ پس اس میں نرمی کے ساتھ چل۔  
 اور اللہ کی عبادت کو اُس کے سبڈوں پر ناگوار مت کر۔ کیونکہ اپنی سواری کو تکلیف  
 مالا یطاق دینے والا نہ سفر کو طے کرتا ہے۔ اور نہ سواری کی پیٹھ باقی چھوڑتا ہے  
 (یعنی اُسے ہلاک کر دیتا ہے) اس حدیث کو بہیقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ  
 صدیقہ رض سے روایت کیا ہے۔ (کنز العمال - جزء ثانی - صفحہ ۱۰)

## باب الفقہ زکوٰۃ

لازموی احمد علی صاحب بٹالوی مرحوم

زکوٰۃ بھی دراصل ایک قسم صدقہ کلہ ہے زکوٰۃ کے معنی تقہ میں بڑھنے اور  
 زیادتی اور پاکیزگی کے آتے ہیں۔ چونکہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال بڑھتا اور پاک ہو  
 جاتا ہے۔ اسلئے زکوٰۃ کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کا اجر ثواب  
 بڑھتا ہے اور وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے زبردست رکنوں میں  
 سے ایک رکن ہے۔ سچ یہ ہے کہ نماز تو عبادت بدنی ہے اور یہ عبادت مالی اور  
 عبادت مالی نفس پر سخت گراں معلوم ہوتی ہے۔ ایک ہزار رکعت پڑھنا نفس پر خپاں  
 گراں نہیں مگر ایک پیسہ نکالنا گراں معلوم ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ الغرض جس طرح  
 نماز فرض ہے یہ بھی بشرط فصاب کے مالک ہونیکے فرض ہے اس کا شکر بھی  
 شرعاً ویسا ہی کاغذ ہے جیسا شکر فرضیت نماز و حج و روزہ وغیرہ ضروریات دین چاہا  
 قرآن شریف میں و اقيموا الصلوة واتوا الزکوٰۃ آیا ہے۔ تارک زکوٰۃ پر سخت عذاب کی



وَعِدَ آتَىٰ هـ۔ ایک جگہ قرآن شریف میں ہے۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَمْجَلُونُ بِمَا  
 أَنْتُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ سَيِّطُونَ مَا يَمْجَلُونَ  
 بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ سورہ آل عمران۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ  
 وَالتَّقِصَّةَ وَلَا يَتَّبِعُونَ نَهْيَ اللَّهِ فَتَنَّا لَهُمْ بَعْدَ ابْتِلَاءِ يَوْمِ الْحِجْيِ  
 عَلِيمًا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَنُكْوِي بِهَا جِبَابَهُمْ وَجُنُوبَهُمْ وَظُهُورَهُمْ هَذَا مَا  
 كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ فَذَوْقُوا مَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ۔ سورہ توبہ۔

ان آیات کی تشریح و تفسیر جو احادیث میں آئی ہے۔ ان سے معلوم ہو جاتا  
 کہ یہ آیات زکوٰۃ کے تارک کی وعید کے لئے آئی ہیں۔ جن کا ترجمہ ہم نقل کرتے ہیں۔ ابو  
 ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو سونے اور چاندی  
 کا مالک ہوگا۔ اور پھر اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرنا ہوگا تو ضرور قیامت کے دن اس کے  
 پترے دوزخ میں بنائے جائیں گے۔ پھر ان کو گرم کر کے اس کے پہلو اور پیشانی  
 اور پیٹھ پر داغ لگائے جائیں گے۔ جب الگ کیا جائیگا۔ پھر شروع کر دیں گے ایسے  
 دن میں کہ جس کا مقدار پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ حتیٰ کہ لوگوں میں فیصلہ ہو جائے پھر  
 اس کا راستہ دوزخ کا ہو یا جنت کا اور جو اونٹوں کا مالک ہوگا۔ اور اس کا حق  
 (زکوٰۃ) ادا نہ کرنا ہوگا۔ اور اس کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ گھاٹ پر آنے کے دن اس کا  
 دودھ دیا جانا تو ضرور قیامت کے دن اس کو میدان میں لٹایا جائیگا۔ اور وہ اونٹ جو  
 پہلی حالت سے بھی زیادہ موٹے تازے ہونگے اپنے گھروں سے اُسے روندینگے۔ اور  
 اپنے مونہوں سے اسے کاٹیں گے۔ جب ایک قطار اس پر سے گزرے گی تو دوسری آمو جو  
 ہوگی۔ ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی۔ یہاں تک کہ لوگوں  
 کا حساب کتاب ہو جائے۔ پھر اس کا راستہ دوزخ کا ہوگا یا جنت کا۔ ایسا ہی گلے  
 اور بکری کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ بھی بحالت عدم اولے زکوٰۃ میدان قیامت میں اپنے  
 سنگوں سے اور گھروں سے اُسے روندینگے۔ اور ماریں گے۔ اے اخرا الحدیث (مسلم)

انہیں سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے پاس مال ہوگا۔ اور وہ اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا۔ تو قیامت کے دن وہ مال گنجا سانپ جس کی آنکھ پر دو نکتے سیاہ ہونگے بنکر اُس کے گلے کا طوق ہو جائیگا۔ پھر اپنے دونوں جبڑوں سے اس کو کپڑے لپیٹا یا اس کے دونوں جبڑوں کو اور کہیگا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَلَا يَجْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ اَنۡحَ (بخاری) انہیں سے مروی ہے کہ فرمایا رسول صلعم نے کہ تمہارا خزانہ قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا جس سے اس کا مالک بھاگیگا۔ اور وہ اس کے پیچھے پڑے گا۔ یہاں تک کہ اس کی انگلی اُس کا لقمہ نیکی (احمد) ابن عباس سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاذق مین کی طرف بھیجا تو فرمایا۔ کہ تو اہل کتاب کی طرف جائیگا۔ ان کو اول شہادت کلمہ کی طرف بلانا۔ یعنی یہ کہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر اگر وہ اس کو مان لیں۔ تو اُن کو جتنا دے کہ خدا نے ان پر پانچ غازیں رات دن میں فرض کی ہیں۔ پھر وہ یہ مان جائیں۔ تو جتنا دینا کہ خدا نے اُن پر صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو اُن کے غنیوں سے لے کر ان کے فقرا پر تقسیم کیا جائے۔ اگر وہ یہ بھی مان جائیں تو اُن کے نفیس مالوں سے بچپو یعنی یہ نہ کرنا۔ کہ عمدہ عمدہ مال لیں۔ اور مظلوم کی بددعا سے ڈرنا۔ کیونکہ اس میں اور خدا میں کوئی حجاب اور مانع نہیں ہے (بخاری و مسلم) حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا تھا۔ فرماتے تھے کہ زکوٰۃ جس مال کے ساتھ مل جائے ضرور اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ یعنی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو وہ مال مخلوط ہلاک ہوگا۔ روایت کیا اس کو شافعی نے بعد انتقال رسول صلعم کے شروع خلافت حضرت صدیق رض میں ایک بڑا واقعہ یہ پیش آیا۔ کہ بعض زکوٰۃ کے منکر ہو گئے۔ چنانچہ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔ اور آپ کے بعد ابو بکر رضہ خلیفہ ہوئے۔ اور بعض عرب منکر ہو گئے (یعنی زکوٰۃ سے) تو عمر بن خطاب ابو بکر رضہ سے



(جبکہ ان کے قتال کرینیکا ارادہ کیا) کہنے لگے کہ آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں۔ حالانکہ بیشک رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ جب کوئی لا الہ الا اللہ کہے تو اس کا جان و مال میری طرف سے مامون ہو جاتا ہے۔ مگر حق اسلام ہو تو فیر اور اس کا حساب خدا کے ذمہ ہے حضرت صدیق نے جواب دیا کہ واللہ میں ان سے لڑونگا جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں تفرقہ کیا ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے واللہ اگر وہ بکری کا بچہ یا بستی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے اور پھر کونہ دینگے تو میں اس روکنے پر ان سے لڑوں گا حضرت عمر کہتے ہیں کہ واللہ میں سمجھ گیا کہ خدا ہی نے ابوبکر کے سینہ کو کھول دیا ہے تب میں نے بھی سمجھ لیا کہ ان کا کہنا حق ہے۔ (بخاری و مسلم)

زکوٰۃ کے فرض کرنے میں محض عہد رومی کی تعلیم ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے کیونکہ قدرت نے ہر انسان کو یکساں نہیں پیدا کیا ہے۔ بالفرض یکساں ہوتی۔ تو تمام نظام عالم نہ چل سکتا۔ اگر سب مالدار ہوتے۔ تو ایک دوسرے کا مال میں تو محتاج نہ ہوتا۔ اگر دوسرے تمام حوائج ضروریہ میں سخت محتاج ہوتا۔ مگر ایک شخص دوسرے کی ضرورت کو صرف اپنی ضرورت کے لئے رفع کرتا ہے۔ اور وہ مال ہے۔ اور جب مال ہر شخص کے پاس ہوتا۔ تو دوسرے کا کام کیوں کرتا۔ اس صورت میں ہر شخص محتاج تو ہوتا مگر اس کی احتیاج پوری نہ ہوتی۔ پھر زندگی کا دائرہ نہایت تنگ ہو جاتا۔ اس لئے اس کی حکمت نے تقاضا کیا۔ کہ یہ ضروریات رفع ہوں۔ اس کی یہی صورت ہو سکتی تھی۔ کہ بعض کو غریب مفلس پیدا کیا جاوے۔ جن کو مال کی ضرورت ہو۔ اور مزدوری کر کے روپیہ کما سکیں۔ اور دوسروں کو مالدار بنایا جائے جو کہ اپنی ضرورتیں ان غریب لوگوں کو روپیہ دیکر پوری کریں۔ بعض ایسے بھی پیدا کئے کہ وہ کما نہ سکتے تھے۔ اور ایسا ہی وغیرہ امراض میں مبتلا ہیں بعض اور قسم کے محتاج بنائے تاکہ ان کے بھائی مسلمان ان کو اپنا غریب بھائی سمجھ کر ان کی

مد محض للذکر ہیں۔ اور حق بھدروی ادا کریں۔ اور اس کا حصہ بھی بہت تھوڑا مقرر کر دیا۔ یعنی فقط چالیسواں حصہ مال کا۔ پس جب تک مسلمانوں میں اس فرض کا ادا کرنا پوئے طور پر رہا۔ غریب بچائے جو اصلی محتاج ہوتے تھے پلا کرتے تھے۔ اور جب مسلمانوں نے اس بھاری فرض سے بے پرواہی کی۔ اس وقت سے ادبائے اگھیرا۔ ہزاروں بندگانِ خدا ہیں۔ جو کہ صاحبِ نصاب ہیں۔ مگر ادا نہیں کرتے یا کچھ کرتے ہیں مگر ٹوڑے طور پر نہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ کہ مسلمان بالکل غریب ہیں۔ وہ مالدار ہیں مگر دل غریب ہیں۔ وہ مالدار ہیں مگر خدا کے راہ میں نکال نہیں سکتے۔ اور فضول خرچ کے موقعہ پر بیدھڑک ادا کر دے جس طرح ہو سکے خرچ کرتے ہیں۔ یہی ان کے وبال کا باعث ہے اور ایک صدمے ہائے وائے ہے۔ کہ جو چاروں طرف گونج اٹھی ہے اسلام کی ترقی کے زمانہ میں بھی تمام مسلمان غنی نہ ہوتے تھے۔ مگر بات یہ تھی۔ کہ ان کے دل غنی تھے۔ اگر کوئی چار آئے کما تا تھا۔ تو اس میں سے بھی اللہ کے نام پر دینا اپنے دین کی جزو سمجھتا تھا۔ اس لئے برکتیں ہوتی تھیں۔ اس وقت فقر بھی کم تھے۔ جب یہ تھی کہ سوال کر نیکو حرام سمجھا کرتے تھے۔ بہت ہی سخت ضرورت کے وقت ہاتھ پھیلا یا کرتے تھے۔ آج کل مسلمان اپنی شادی اور غمی کے موقعہ پر یہود خرچ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ گو سودی روپیہ لیکر ہوا جس طرح بن پڑے۔ مگر شریعت کے موافق عمل نہیں کرتے۔ اور مالدار مسلمان اپنی عیاشیوں اور تماش بینوں میں ایسے مستغرق ہیں۔ کہ پناہ بخدا۔ ان کا مال ان کی آمدنی فضول خرچیوں میں برباد ہو رہی ہے۔ اگر مسلمان اپنے مال کو شریعت کے موافق خرچ کریں۔ اور مال کی زکوٰۃ پوئے طور پر ادا کرتے رہیں۔ اور صدقہ و خیرات مناسب موقعہ پر خرچ کریں۔ تو آج یہ ہائے وائے رفع ہو جائے مگر شکل یہ ہے کہ ہوا و ہوس کے مرض کا دلوں پر پورا پورا تسلط ہو گیا ہے۔ اور یہ مرض وہ ہے کہ جس کا علاج قریباً ناممکن ہو سکتا ہے۔ اور گویا یہ دق ہے کہ توبہ سے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ اور زیادہ ترافوس ان طبیبوں پر ہے۔ جو کہ اس بیماری

سمجھنے ہیں۔ مگر چونکہ خود بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ اس لئے نہ وہ خلوص نیت ہے نہ مہم دردی ہے۔ اس لئے بیماری رفع نہیں ہوتی۔ بلکہ معالج اور بیماریاں ہر دو لائق علاج ہیں اور دراصل ان سب کا شافی مطلق حکم الحاکمین ہے۔ وہی اگر چاہے تو یہ راہ راست پر آسکتے ہیں۔ الہی تولیے حبیب پاک خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طقیں سے انکی امت مروجہ پر رحم فرما اور ان کو نیک توفیق دے۔ کہ شریعت حقہ پر کچھ عامل ہو جائیں۔ ورنہ تو جانتا ہے کہ اب یہ دورخ کے گڑھے تک پہنچ چکے ہیں۔ اور ان کا سہارا تیرے سوا اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سوا اور کوئی نہیں ۛ

## مسلمانوں کا مستقبل

وہ قوم نہایت بد قسمت ہے جو اپنے گزشتہ عہد سے سبق لیکر اپنے مستقبل کے لئے امن و عافیت کی تدابیر اختیار نہ کرے۔ مسلمانوں نے گزشتے ہوئے زمانہ میں اپنی دولت و جاہت۔ مال و آبرو سب کچھ کھو دیا۔ اور ننگ اسلاف بن گئے۔ دنیا میں اگر دنیا کم کنندہ مگر نام چند کا مصداق تلاش کیا جاوے۔ تو وہ ہم ہیں۔ ہماری پاس نہ اپنے بزرگوں کا ساتھ قوی و دیانت و صدق و راستبازی ہے نہ ان کی سی دولت و ثروت۔ نہ ان کی سی عزت و جاہت۔ یہ تمام سروسامان ہمیں ان سے ورثہ میں تو ملا تھا۔ مگر ہم نااہل تھے۔ اپنی ناقابلیت سے اس کو محفوظ نہ رکھ سکے جہاں ان کی چھوڑی ہوئی جائیدادیں اور جائیدادیں ہم نے اپنی بد عقلی و بے تدبیری سے ضائع کر دیں وہاں ان کے خصائل و اخلاق ان کا علم و عمل بھی ہماری پاس

**ضروری گزارش:** زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف دار علوم غریبیہ بھیرہ کے مساکین طلباء ہی ہو سکتے ہیں۔ نرسیل زر بنام ناظم حزب الانصار بھیرہ ہونا چاہئے ۛ

نہ رہ سکا۔ وہ دنیا میں عزت و آبرو کے ساتھ مشہور و معروف تھے تو ہم ذلت و خواری میں ضرب المثل اور شہرہ آفاق ہیں۔ بُری عادتیں بدترین خصائل اگر تلاش کئے جائیں تو ان کا بڑا ذخیرہ ہمارے پاس نکلیگا۔ لیکن ہم نے کبھی غور نہیں کیا ہے کہ یہ نعمتیں ہم سے کیوں روٹھ گئیں۔ اور اس خواری و خستہ حالی کے اسباب کیا ہوئے۔ اب ہمیں کیا راہ عمل اختیار کرنی چاہئے۔ اگر اب بھی ہم نے گزشتہ دور کی سختیوں پر گہری نظر ڈال کر سبق نہ لیا۔ اور آئندہ کے لئے ہم اپنی اصلاح و درستی کی طرف بالکل مصروف نہ ہو گئے تو مستقبل ہمارے لئے ہلاکت کا وقت ہوگا۔ اے قومِ مسلم! اے خوابِ غفلت کے گرفتار۔ بیدار ہو۔ اے نشہ بخودی کے سرشار ہوش میں آ۔ اور اپنی درستی حال کی طرف ہم تن مشغول ہو۔ اگر یہ وقت بھی غفلت میں نکال دیا۔ تو پھر مرضِ ناقابلِ علاج ہو جائیگا۔ اور چارہ گروں کو تدبیر کا موقع بھی نہ ملے گا۔

### تباہی کے اسباب

جس طرح مسلمانوں کی ترقی کے اسباب دو طرح کے تھے۔ روحانی اور مادی اسی طرح ان کی تباہی کے اسباب بھی انہیں دو قسموں میں منحصر ہیں۔

### روحانی اسباب

روحانی اسباب میں سب سے بڑی چیز جس پر دنیا و آخرت کی کامیابی متفرع ہوتی تھی۔ اور جو ہر ضرر و نقصان سے بچانے کا سبب تھا علمِ دین ہے۔ اُسی کی روشنی میں مسلمان دنیا کی ہر قوم سے آگے بڑھے۔ اُسی کی بدولت عالم کی آنکھوں نے انہیں عزت و احترام کی نظروں سے دیکھا۔ اُسی کی برکت سے وہ بدخواہوں کے مکرو و کید سے محفوظ رہے۔ اُسی کا فقدان اُسی کی کمی ہمارے لئے باعثِ ہلاکت ہوئی۔ علم کی روشنی میں سیاہ و سفید۔ نیک و بد۔ ب کچھ صاف صاف نظر آتا تھا۔ جب ہم علم سے محروم ہوئے۔ جہل کی تاریکی میں گرفتار ہو گئے۔ اب نفع و ضرر معلوم کرنا کوئی ذریعہ نہ رہا۔ عزت و اقبال کی لمبندیوں پر چڑھنے کی جگہ ہم جہل کی گپ اندھیری میں ذلت و رسوائی کے عمیق گڑھوں میں گونگے۔ اب جو مصیبت بھی ہم پر ٹوٹے نہ اُس سے ہم

باخبر نہ اُس کے دفع کی تدبیریں کو تیسرے عملی حالت تو علم ہی سے درست ہوتی ہے جب علم ہی نہ رہا۔ تو عمل کا فاسد ہو جانا کیا تعجب۔ علم ہوتا تو ہم ذات و صفات الہی کی عظمت جانتے۔ اس کی ربوبیت کے حقوق پہچانتے۔ طاعت و عبادت میں سرگرم ہوتے۔ وہ طاعت و عبادت پاکہازی کا سبب ہوتی اس کی بدولت روحانی برکات ہم کو ملنے۔ اور ہم اُن سے مستفیض ہوتے۔ اخلاص توکل صادق۔ صبر وقناعت۔ انیارس۔ رضائے تدبیر کی بہترین صفات ہمارے پاس نہیں جن کے فدیہ سے ہم بہت سے دنیوی نقصانوں اور مصرتوں سے بچ جاتے۔ اور دنیوی کاموں میں کامیابی کی منزل پر سب سے آگے پہنچتے۔ ہماری عورتیں اور بچے اور اُن کی سندھتی اور اخلاق حرم اسلام کی حفاظت میں بہت سی بلاؤں سے محفوظ رہتے پچھلے ادوار میں مسلمانوں نے یہ نفع حاصل کئے اُن کے دروازوں پر دربانوں کی ضرورت نہ تھی۔ اُن کی عورتیں عفت و پارسائی میں فرومانی گئی تھیں جس کا منظرہ اور نتیجہ ترکہ کے طعہ پر محمد اللہ آج بھی اسلامی خواتین میں پایا جاتا ہے۔ علم دین سے تعلق کم کر کے مسلمان بہت سی نعمتوں اور دینی اور دنیوی برکتوں سے محروم ہو گئے۔ اور بہت سی مصیبتیں اُن پر لوٹ پڑیں۔ کہاں تک تفصیل کی جائے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ ذی علم گودوں میں پرورش پائیوالا ایک بچہ جس کے لئے طہارت کے اصول طبیعت ثانیہ ہو گئے تھے۔ اور نجاست و گندگی سے اُس کو طبعی نفرت تھی۔ ابتداءً عمر سے نماز کا پابند بنایا گیا۔ دینی صحبتوں میں نشوونما پائی۔ دین کے تذکرے اُس کے کان میں پڑے۔ عبادت کا شوق پیدا ہوا وہ اپنے بلوغ و نوجوانی میں تمام اُن آفات سے محفوظ رہتا ہے جس میں آج کل کے ناقلم یافتہ یا نو تعلیم یافتہ نوجوان مبتلا ہو کر اپنے اخلاق و عادات کے ساتھ ساتھ اپنی سندھتی کو بھی خراب کر دیتے ہیں۔ اور ایسے شدید نقصان پہنچا لیتے ہیں جن کی تلافی پھر مدۃ العمر میں نہیں ہو سکتی یہی سبب ہے کہ موجودہ سلسلے گزشتہ زمانہ کے لوگوں سے بدرجہا زیادہ کمزور

ہیں۔ باوجودیکہ آج سامان آسائش اُس عہد سے زیادہ فراوان اور دافر ہیں۔ دوسرے پچھلی صحبتوں کے لوگ دینی تعلیم سے متاثر ہو کر سادہ زندگی بسر کرتے اور تکلفات سے دور رہنے کے عادی تھے۔ اسی وجہ سے اُن کی آمدنی اُن کی ضروریات پورا کرنے کے بعد دوسروں کے بھی کام آتی تھی۔ اور اپنے پسماندوں کے بسر اوقات کے لئے بھی وہ کچھ نہ کچھ چھوڑ جاتے تھے۔ تیسرے دینی علوم اور دینداروں کی صحبت ان بُرے اطوار و افعال سے طبیعت کو متنفر کر دیتے تھے جن کی بدولت مسلمان بہت برباد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

چوتھے کسب حلال کی فضیلتیں اور اہل وعیال کے حقوق اُن کی خاطر گزین ہوتے تھے جن کا ادا کرنا وہ اپنے ذمہ فرض جانتے تھے۔ اسلئے بیکاری کی عادت سے وہ محفوظ تھے۔ اور اس کو اپنے حق میں گناہ سمجھتے تھے۔ دین سے بے تعلق ہو کر مسلمان ان تمام نعمتوں کو کھو بیٹھے۔ اب انہیں اپنی حالت درست کرنے کے لئے جلد از جلد دینی زندگی اختیار کرنا چاہئے۔ اور علوم دینی کو اس قدر عام کر دینا چاہئے۔ کہ شہر قصبہ اور گاؤں کے بچے تک اپنی ضروریات سے واقف ہو جائیں۔ تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ وہی دن لوٹ آئیں گے۔ اس کے علاوہ علم کے عام کر دینے سے دو اور بڑے عظیم اثران فائدے ہوں گے۔

(۱) اغیار کے دھوکے اور مخاطبے ان کو شبہ میں نہ ڈال سکیں گے بلکہ وہ اپنی واقفیت سے انہیں بھی فائدہ پہنچائیں گے۔

(۲) فرقہ بندی کی مصیبت سے نجات ہو جائیگی۔ اور روزانہ نئے نئے فرقے پیدا ہونے کی مصیبت میں ایک حد تک کمی ہو جائیگی۔ کیونکہ خود غرض گمراہ جب دیکھتا ہے کہ یہ قوم اپنے دین سے باخبر نہیں ہے تو اس کو ہمت ہوتی ہے۔ اور وہ گمان کرتا ہے۔ کہ اُن کی بے علمی سے

فائدہ اٹھائے انہیں بہکانے میں کامیاب ہو جائیگا۔ اور ایسا ہی ہوتا بھی ہے۔ کہ وہ ہر گمراہ کی بات سن کر متحیر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ کہنے لگتے ہیں۔ کہ ہم کیا کریں۔ ایک یہ کہتا ہے ایک یہ۔ اگر انہیں واقفیت ہوتی۔ وہ آئینہ رکھتے دین کو خود جاننے تو انہیں ایسا تردد نہ ہوتا۔ وہ باطل کار گمراہ کستہ کی مکاری کا خود پردہ فاش کر دیتے اور اس کا فریب نہ چلتا۔ تو وہ مایوس ہو کر بیٹھ جاتا۔

اس سے ہمیں اپنی روحانی حالت درست کرنے کے لئے دینی علوم کا رواج عام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے ہر امکان کی کوشش عمل میں لانا چاہئے۔

ہر شخص علم دین کی ترویج کو اپنے فرائض میں سے سمجھ لے۔ اور ایک معین رقم مانا نہ اُس کے لئے صرف کرنا داخل ضروریات قرار دے۔ اِس کے ساتھ مسلمان بچوں اور اُن کے اولیاء کو سب سے پہلے دینی تعلیم دلانے کی رغبت دلائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ اپنے اثر سے کام لیکر انہیں اِس پر راضی کرے۔ تاکہ مسلمان روحانی زندگی کی برکات سے فیضیاب ہوں۔ چھوٹے بڑوں کے حقوق پہچانیں۔ بڑے چھوٹوں پر شفقت کریں۔ محبت دینی و اخوت مذہبی کا رشتہ قوی و مضبوط ہو۔ خانہ جنگیوں کی مصیبتیں اور باہمی کشمکش کے عذاب سے نجات ہو۔

### مسلمانوں کی ترقی کے مادی اسباب

حقیقتہً اسلام روحانیت ہے۔ اور اس لئے مسلمانوں کی ہر ترقی روحانیت ہی کے ساتھ ہے۔ لیکن جب اِس دُنیا میں ہیکل بشری و نشاء عنصری میں جلوہ گر ہیں تو مادیات کے ساتھ تعلق ہونا بھی ناگزیر ہے۔ گو مسلمان کا تعلق مادہ کے ساتھ بھی روحانیت کے ماتحت ہوتا ہے اور



اس وجہ سے مادہ کی تاریکیاں اور کدورتیں اُن کے آئینہ قلب کو کھد نہیں کر سکتیں۔ بلکہ وہ ہر قدم میں روحانی ترقی کے بلند و بالا منازل طے کرتے رہتے ہیں۔

ایک راہب روحانیت کو جلا دینے کے لئے ترک و تنجود پر مجبور ہے اسکو گوشہ عزلت و زاویہ تنہائی دیکر رہنے جہاں اس کے کسی ہم جنس کا اثر نہ ہو۔ اور جسمانی لذتوں کے اسباب مفقود ہوں۔ اس لئے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور صحراؤں بیابانوں میں جا کر رہتا ہے۔ تب کہیں مادیات کے ساتھ اُس کے تعلقات میں کمی آتی ہے۔ اور دنیا کی چیزیں سامنے نہ آنے سے ان کا اُنس کچھ کم ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی فراع قلب نصیب نہیں ہوتا طبیعت آسائش و اسباب آسائش کو یاد کر کے بنیاب کردیتی ہے۔ نرم بشر محفوظ مکان مرغوب جلیس لذیذ اطمعہ نفیس ملبوس یاد آتے ہیں۔ اور کبھی کبھی ان کی یاد ایسا غلبہ کرتی ہے کہ تنجود کی زندگی ترک کرنا پڑتی ہے۔ اور نہ بھی کی۔ آنکھیں بند کئے بیٹھے بھی ہے تو دل دنیا کی ہر چیز کا گرفتار محبت رہا اور روحانیت کو مادہ کے عشق کی قیدوں سے رہائی نہ مل سکی۔ لیکن مسلمان شہر میں آبادی میں شامل و عیالدار ہو کر کار و تجارت وغیرہ میں مصروف ہو کر بھی فراع القلب ہوتا ہے۔ اور اس کا دل کسی ذمیہ چیز کے ساتھ نہیں الجھتا۔ اور اُس کو مادیات کے سمندر میں غرق ہو کر بھی مادیات کے ساتھ شیفتگی پیدا نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ سرسبز و شاداب اقطاع اور وسیع و زرخیز ممالک و بلدان کا مالک و تاجور ہو کر بھی اس کا دل ان تمام مادی چیزوں کی محبت سے آزاد رہتا ہے۔ جو ہر وقت اُس کے گرد مملو کا نہ طور پر طواف کرتے رہتے ہیں۔ وہ سخت سلطنت پر بھی فقیر تارک الدنیا ہی رہتا ہے۔ دنیا کا حسن و جمال ناز و ادا اُس کے خدا شناس دل پر

تقصہ کرنے سے عاجز رہتا ہے۔ اور نگ زیب سلطان محمود وغیرہ شان اسلام کی زندگیوں پر گہری نظر ڈالنے سے حقیقت صاف طور پر کشف ہو جاتی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد و تقویٰ نے تو دشمنوں کے قلوب پر بھی یہ اثر کیا ہے کہ متعصب متعصب دشمن اسلام بھی اُن کے ترک دنیا کا معترف ہے۔ مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں مادیات کے ساتھ مصروف عمل ہوتے ہیں تو اللہ کے لئے اُس کا پاک نفس مادیات کی محبت میں آلودہ نہیں ہوتا۔ وہ تجارت ملازمت زراعت حرفت جس ذریعہ سے بھی تحصیل معاش کرتا ہے۔ اُس سے مقصد مال کی محبت نہیں ہوتی محض امر اللہ کا اتباع اور حقوق واجبہ کی ادائیگی یہ بھی اُس کے حق میں ایک ریاضت ہوتی ہے۔ جس سے نفس کو فرید طہارت و پاکیزگی اور روح کو نورانیت حاصل ہوتی ہے جس کا مقصد ہر فعل اور حرکت و سکون میں رضائے مولا ہوتا ہے۔ اس طرح مسلمان کی حیات کا مادی پہلو بھی روحانیت کے انوار سے منور ہوتا ہے۔

پہلے زمانے کے مسلمان اپنے حوائج کو کم کرتے تھے۔ تاکہ ضروریات کے دباؤ سے کسی کے سامنے ہمت نہ پھیلنا پڑے۔ جو اُن کے لئے نہایت ناگوار بات تھی بلکہ ان کی آمدنی اگر کم بھی ہو تو ضروریات محدود ہونے کی وجہ سے بچ رہے اور وہ دوسرے بندہ خدا کو دے کر مال کے ساتھ قلب کی بے تعلقی و بے رغبتی کا عملی ثبوت دے سکیں۔ اسی لئے انہیں ہدایت فرمائی کہ گئی تھی۔ الیہد العلیا خیر من الیہد السفلی کہ اونچا یعنی دین و الہاتھ نیچے یعنی لینے ویلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یہ بھی تسلیم دی گئی تھی۔ السؤال ذل کہ مانگنے میں ذلت ہے۔ یہ بھی بتایا گیا تھا۔ ذل من طمع کہ لالچی ذلیل ہوتا ہے۔ یہ باتیں اُن کی مرکوز خاطر تھیں۔ وہ بھوکے سو جانا پسند کرتے تھے مگر مانگنا اور کسی اپنے جیسے انسان کے سامنے ہاتھ پھیلانا انہیں گوارا نہ تھا۔

اس لئے گو ان کے پاس آج کل کے دولت مندوں کی طرح مال کے عظیم الشان انبا نہ تھے لیکن وہ اس زمانہ کے تمام دولت مندوں اور بادشاہوں سے زیادہ غنی تھے۔ انہیں سکھایا گیا تھا۔ انما الغنی غنی القلب کہ اگر بہت سا مال ہوا اور حرص کا پیٹ نہ بھرا دستِ ظلم یا دستِ سوال دراز رہا مستحق کی طرح مال کے پیالے سے پی رہا ہے۔ تو تمام دنیا کے خزانے لیکر بھی تم غنی نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر اپنے حوالے خد کر لو۔ اور اپنے دل پر قابو پا لو۔ اس کو حرص کی پلید بیماری سے بچا لو تو تھوڑے پر قناعت کر سکو گے۔ اور دنیا کی دولتیں اگر تمہارے سامنے لائی جائیں تو تمہیں ان کی طرف التفات نہ ہوگا۔ تمہارا دل غنی رہیگا۔ اہل غنی یہی ہے۔

حرص کا پلید جذبہ جس دل میں جگہ پا جاتا ہے۔ اس کو تباہ کر دیتا ہے۔ حرص آدمی اگر صاحبِ قوت و شوکت ہے۔ تو وہ دنیا کو پریشان کر ڈالتا ہے۔ کسی کو آسودہ نہیں دیکھ سکتا۔ دوسروں کے منہ میں سے تھے چھین کر انہیں جھوکا مار دیتا اُس کے نزدیک کوئی بات نہیں ہوتی۔ جبر و تعدی ظلم و ستم کے ساتھ وہ دوسروں کے مال چھینتا اور انہیں تکلیف میں مبتلا کرتا ہے۔ اس کا دل اس قدر سخت ہو جاتا ہے کہ کسی کی تکلیف پر اُس کو رحم نہیں آتا۔ ظالم حکومتوں جفا کار زمینداروں۔ ستم خوسود خواروں کے طرزِ عمل اس کا بنِ ثبوت ہیں۔ حرص بادشاہ کی رعایا کبھی آرام نہیں پاسکتی۔ اور اگر حرص صاحبِ قوت و شوکت نہیں تو وہ اپنی حرمت و آبرو پر ہاتھ صاف کرتا ہے۔ اور طمع کے باعث دبدبہ مانگتا ہے۔ ہر شخص کے سامنے سوال کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ جھڑکیاں اور گھر کھانا کھاتا ہے۔ مجلسوں سے نکالا جاتا ہے۔ باتا رہا میں نہیں کیا جاتا ہے۔ خلقِ خدا اُس کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے اسی طمع کے جذبہ میں اندھا ہو کر وہ چوری بھی کر لیتا ہے۔ ڈاکہ بھی ڈالتا ہے۔ خویش و بیگانہ کو قتل بھی کر دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیم پر چلتے والے جو اس ناقص

جذبہ سے پاک تھے۔ اور جنہیں غنلے قلب حاصل تھا انہوں نے اپنے نفس کی عزت و حرمت بھی باقی رکھی اور دنیا کو بھی اُن سے کبھی کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ بادشاہ ہوئے تو رعایا خوش حال رہی۔ فقیر ہوئے تو بادشاہوں کے در پر اپنی حاجت لیکر نہ گئے۔ بادشاہ ہی اُن کے در پر سائل بن کر آیا کئے۔ غرض مسلمانوں کی ترقی کا مادی پہلو بھی بالکل روحانی ہے۔ اور عجیب طریقہ کی حیرت انگیز تعلیم کہ ارباب دولت و مال اور اصحاب ملک و خزانہ کے قلوب مالی محبت سے پاک کر دیے ہیں مالی کاروبار کے لئے بہت پراسرار و حکمت قانون مقرر فرمائے ہیں۔ جو کتب فقہ کو بنظر تحقیق دیکھنے سے سمجھ میں آتے ہیں۔ اگر اس زمانہ کے مسلمان اس پاک تعلیم سے فائدہ اٹھاتے اور اپنے حوائج و ضروریات کو کم کرتے۔ ادائے حقوق واجبہ کے لئے بہ نیت ثواب کسب حلال میں مصروف ہوتے اور اپنے آپ کو سبکبار نہ چھوڑتے۔ مالدار ہونے کی صورت میں صدقات واجبہ سے اپاہجوں۔ بوڑھوں۔ بیواؤں کی دستگیری کرتے اور انہیں دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلائے یا اپنا حال ظاہر کرنے سے عار کرتے شرماتے۔ اور اس نیت سے کہ اُن کے دینی بھائیوں کو حوائج اغیار کے در پر نہ لیجائیں خود تجارتیں کرتے۔ کار بار میں مصروف رہتے معاملہ کی سچائی اور دیانت کی قوت سے اپنے کام کو ترقی دیتے تو آج انہیں اقوام دنیا کی نظروں میں ذلیل ہونا نہ پڑتا۔ اُن کا دین اُن کی غیرت انہیں اجازت نہ دیتی کہ وہ سود پر سود پر فرض لیں۔ اور اپنے بنگلے کی نظر میں حقیر ہونے اور مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے علاوہ پھانسی کا مہلک پھندہ اپنے گلے میں ڈالیں۔

آج دنیا میں مسلمان کیوں ذلیل ہیں۔ کیوں خوار ہیں۔ کیوں محتاج ہیں کیوں اُن کی دولتیں نکل کر دوسروں کے قبضہ میں چلی گئیں۔ کیوں ان کی گردنیں نیچی ہیں۔ ان سب سوالوں کا جواب ایک ہے۔ اور وہ یہ کہ فرض ہونے کی بدولت سودی فرض لینے کے باعث۔

**سود**۔ سود ایک ایسی تباہ کن اور عالم سوز مصیبت ہے۔ جو بڑے بڑے دولت مندوں کو اپنے فیض سے نہایت تھوڑے عرصہ میں محتاج اور کھلیک منگنا بدیتی ہے۔ مسلمانوں کا عہد موجود اس کی بہت ظاہر مثال ہے۔ بڑے بڑے مقبول خاندان جن کے غلاموں کے دروازوں پر بھی اہل حاجت کا اثر دھام رہتا تھا۔ کج پارۂ نان کیلئے محتاج ہیں جن تک معمولی آدمی کو رسائی میسر نہ تھی۔ در بدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ دیون اور قرضدار کو سود اس طرح کھا جاتا ہے جیسے پھونس کو آگ +

شریعت اسلام نے سود کو اسی لئے حرام کر دیا۔ کہ بند گانِ خدا اس سے تباہ اور برباد ہوتے ہیں۔ اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ دیون کے حق میں سود بدترین ملاکت ہے۔ اور جس معاملت سے ایک فریق تباہ ہو جائے گو دوسرے فریق کو اُس سے نفع بھی پہنچے۔ دادگر ایسی معاملت کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور سود تو سود خوار کے حق میں بھی مضر اور سخت مضر ہے۔ خواہ وہ طمع میں اندھا ہو کر اُس کے ضرر پر نظر نہ ڈالے۔

## سود قتل سے زیادہ بے رحمی ہے

سود سود خوار کے دل کو تار یک کر ڈالتا ہے۔ وہ اپنے نبی نوع اور اپنے زیر دست دیون کی تکلیف کا کبھی تصور بھی نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی تباہی و بربادی کے دن کا بڑی تمناؤں کے ساتھ انتظار کرتا ہے۔ حرص کا ناپاک جذبہ اُس پر ایسا تسلط کر لیتا ہے کہ وہ ہر شخص کے مال کو بدینتی سے کھتا ہے۔ رحم، مروت، ہمدردی کی پاکیزہ صفات سے محروم ہو جاتا ہے۔ وہ محرز رئیس۔ وہ صاحب ثروت خاندان جن کے خدمت گار سواروں میں چلتے تھے۔ جن کے حاشیہ بوسان بباط کی خدمت میں مہاجن سلام کے لئے حاضر ہوتے تھے جن کی بدولت صدائے گنہ گرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اُن کا بچہ بچہ ایک دانہ گندم کا محتاج ہو جائے اُس کے جسم ناز پرور پر ثابت کپڑا نہ ہو۔ وہ ٹوٹی جوتیاں گھٹیٹا پہنا خاک اڑاتا پھیرے۔ قانون سے وہ لوگ جاں بلب ہو جائیں۔ اور اُن سے تعلق رکھنے والے صدائے آدمی پریشانی

اور ولّت میں زندگی کے دن ایسی ناگوار مصیبتوں میں کاٹیں اور ایک حریف صرف اپنی حرص و اَز کے لئے اتنی مخلوق خدا کے ایسی مصیبتیں برداشت کرے۔ بلکہ انہیں ان تکالیف میں مبتلا کرنے کی سعی کرے۔ اور اس پر خوش ہو۔ تو کیا اُس نے قتل سے کچھ کم مستم کیا۔ نہیں قتل کر ڈالتا۔ تو اُن کی مصیبتوں کا خاتمہ ہو جاتا۔ پھر قتل میں ایک جان جاتی۔ یہاں صد ہا جانیں قتل سے زیادہ ناگوار تکلیف میں برسوں مبتلا رہتی ہیں۔ خاندان کے خاندان ویران ہو جاتے ہیں۔ مگر اُس ظالم خونخوار کے دل میں رحم نہیں آتا۔ سود خوار انسان درندے سے بڑھ کر انداز سان ہو جاتا ہے۔ اس لئے شرع مٹھرنے لپے ناپاک جذبہ پیدا کرنے والے برادر گُش طریقہ کو مسدود فرمایا۔ اور سود کو حرام کر دیا۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ مدیون کی بے عقلی ہے وہ ایسی حماقت کیوں کرتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مدیون کی تنہا حماقت ہی نہیں بلکہ وہ ایک جرم عظیم کا مرتکب ہے۔ شرع مٹھرنے سودی قرض لینا حرام کر دیا ہے۔ سودی قرض لینے والا حرام کا مرتکب ہے۔ لیکن اس کا جرم اور اس کی بے وقوفی سود خوار کے جرم کو کم نہیں کر سکتی۔ اگر ایک آدمی اپنی حماقت سے قتل ہونا گوارا کرے۔ تو قاتل اس لئے جرم سے بری نہ کیا جائیگا۔ کہ وہ احمق خود قتل کئے جانے پر راضی ہو چکا تھا۔

خلاصہ یہ کہ سودی قرض کی مصیبت اور شرع مٹھرنے کے حکم کی مخالفت نے مسلمانوں کو اس مصیبت میں ڈالا۔ اگر وہ شریعت طاہرہ کے حکم سے باہر نہ ہوتے سودی قرض کو ہلاکت سمجھتے اور اُس میں اپنے آپ کو گرفتار نہ کرتے۔ تو انہیں یہ دن دیکھنا نہ ہوتا۔ اس مصیبت کے دفع کی تدبیر یہی ہے۔ کہ مسلمان سودی قرض نہ لینے کا عہد کریں۔ اپنے ضروریات کم کریں۔ اسباب معاش تلاش کریں۔ جو مفروض ہیں وہ بھی اُسیدوں کے توہم چھوڑ کر جس طرح ممکن ہو۔ جلد از جلد قرض ادا

کریں مسلمان اصحاب دولت قرضداروں کو بارِ قرض سے سبکدوش کرنے میں ہو کر  
 انہیں قرض حسن دیں۔ خود اطمینان کے لئے ان کی جائیدادیں مکفول کر لیں۔ مگر  
 جس قدر جلد ممکن ہو مسلمانوں کے گلوں سے سودی قرض کی پھانسیاں نکالیں۔  
 ناٹھک۔ تملشے۔ بازیاں اور اس قسم کے بہت سے فضول کام ہیں جن مسلمانوں  
 کے لاکھوں روپیہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان سب کو ترک کریں۔ اور اپنے بھائیوں  
 سے ترک کرائیں۔ سادہ زندگی بسر کرنے کے عادی بنیں۔ اور اس کے فائدے

### اٹھائیں: عورتوں کی تعلیم

انسان کی تہذیب و شائستگی کا دارِ مدارِ تعلیم پر ہے۔ بے علم انسان گویا ہل علم  
 کا صحبت یافتہ نہ ہو تو وہ بہائم کی مثل ہے۔ شرع اسلام نے مسلمانوں پر تحصیل علم  
 فرض کی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے: طلب العلم فریضۃ علی کل  
 مسلمہ و مسلمۃ۔ عورت بھی مسلمان ہے اس پر بھی علم سیکھنا اپنے دین  
 کے احکام سے واقف ہونا ضروری ہے۔

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

نماز روزہ کے مسائل طہارت کے احکام اور ضروری مسئلوں کا جاننا ناگزیر  
 ہے عورتوں کے ساتھ شوہروں کے حقوق۔ اولاد کی تربیت کا تعلق بھی ہے۔ اگر  
 وہ تعلیم یافتہ ہیں تو شوہروں کے حقوق بھی پہچانتی ہیں۔ افعال بھی ان کے شائستہ  
 ہوتے ہیں۔ گفتگو محقول اور ہر بات سلیقہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اولاد بھی باادب  
 اور تمیز دار ہوتی ہے۔ اپنی طہارت کے لحاظ سے بچوں کی صفائی و پاکی کا اہتمام  
 رکھا جاتا ہے۔ شوہر ان کے سلیقہ اور تمیز سے خوش رہتا ہے۔ زن و شوہر کے  
 تعلقات خوشگوار و پر لطف ہوتے ہیں۔ روزانہ گھر میں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے۔  
 ان کی تربیت میں بچے بولنا سیکھنے تک اسلام کے ضروری عقائد سیکھ  
 لیتے اور نماز پابد کر لیتے ہیں۔ مادی تعلیم کے نقوش مدۃ العمر اولاد کے سینہ سے محو



نہیں ہوتے۔ لہذا عورتوں کو قرآن پاک اور دینیات کے سارے پڑھائے جائیں۔ اور ایسی کتابیں ان کو مطالعہ کے لئے دی جائیں جن سے اللہ رسول کی محبت و عفت کا خوف نیکی کی عادت اور اچھے اخلاق پیدا ہوں۔ یہ لحاظ ضرور رکھا جائے کہ برے خاق پیدا کرنے والی تحریریں ان کے مطالعہ میں نہ آئیں۔ جیسے قصہ کہانی کی کتابیں ناول عاشقانہ دلیوان وغیرہ کہ ان کے مطالعہ سے خراب جذبے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کے قلب کو مکد کرتے ہیں تعلیم عورت کے ذریعہ سے ہو۔ مرد کا تعلیم دینا قرین مصلحت نہیں معلمہ عورت مسلمان ہو۔ آج کل عیسائی عورتوں سے تعلیم دلانے کا رواج عام ہوتا جاتا ہے۔ ان کی صحبت مرد سے بھی زیادہ مضرت ثابت ہوئی ہے۔ اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی عورتوں کو مسلمانوں کے مکانات میں آنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ پھر یہ تعلیم اپنے مکان میں ہو۔ کہ مدرسہ میں بھیجنا اندیشہ سے خالی نہیں۔ اور تجربہ سے نہایت مضرت ثابت ہو چکا ہے۔ عورتوں کو پڑھنا کشتی نہ نکالنا۔ سینا پکاتا تو سکھایا جائے لیکن لکھنا نہ سکھایا جائے۔ حد شریف میں اس کی ممانعت وارد ہے۔ حاکم و بہیقی نے روایت کیا کہ حضور الہی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا تعلمون الکتابہ و علموہن الخزل یعنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ۔ اور کاتنا سکھاؤ۔ لکھنا سکھانیکے نتائج نہایت خراب ہیں جن کو عقلاً اولیٰ عورت سے سمجھ سکتے ہیں تفصیل کی ضرورت نہیں : (ماخوذ)

## شیعوں سے سوالات

- ۱) از جناب مولوی سید کرم حسین شاہ صاحب معروف النور دوالمیالوی مقدمہ چار سلیک  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی حقیقی بیٹی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا  
ہونے پر کوئی نص صریح پیش کرو۔
- ۲) مولا مشکاٹ شافعی نے کتنے کفار اشرار کے ملک فتح کئے متبر کتاب سے جواب دو۔

۳۔ امیر باذل نے حوال و منال اپنے اہلبیت باصفا پر صرف کیا آیا وہ مقبوضہ تھا۔ یا معتمدہ خلفائے ثلاثہ۔

۴۔ مستحق خلافت بلا فصل کے زمانہ عدالت میں امن جانی و مالی و اصلاح دینی و دنیوی بندگانِ خدا کو حاصل تھی۔ یا ان کے زمانہ میں جو معاذ اللہ قابلیت امامت کی نہ رکھتے تھے۔

۵۔ کیا مولیٰ مشکاکشا علی مرتضیٰ کے وقت میں خارجی، ناجی، سبائی وغیرہ مذاہب حادث ہوئے ہیں یا کسی اور زمانہ میں۔

۶۔ کیا خاتونِ جنت حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ پر زندگی میں کبھی غضبناک نہیں ہوئیں؟

۷۔ حضرت امام غائب اب تک زندہ بحدِ عصری زمین پر ہیں؟ تو کہاں ہیں؟

۸۔ جبکہ ابو بکر بن علی اور عمر بن علی اور عثمان بن علی حین بن علی کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ تو کیا وجہ ہے کہ مجاس میں کہیں ان کا مرقہ نہیں پڑھا جاتا۔ اور نہ ہی ان کو امیر المؤمنین کی اولاد مشہور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی حین کے پہلو بہ پہلو کربلا میں لڑ کر شہید ہوئے۔ شیعوں کی معتبر کتب اخبار ماتم ص ۳۷ اور کتاب جلد و العیون ص ۹۲ وغیرہ

۹۔ کیا بھنگ پینا ثواب ہے۔ آپ کے محقق علماء تو کہتے ہیں۔ کہ جو ایک لقمہ بھنگ کا کھائے۔ ایسا ہے گویا کہ اس نے اپنی ماں سے ستر بار زنا کیا۔ ملاحظہ ہو تفسیر عمدة البیان جلد ۱۰ ص ۳۲۸۔ پھر کیا وجہ ہے کہ شیعوں میں اس کا رواج زیادہ ہو چکا ہے۔

۱۰۔ کیا آپ میں تین سوتیرہ سچے مومن ابھی تک پورے نہیں ہوئے۔ کہ امام غائب ظاہر ہوئے۔ جبکہ ان کے ظہور کے لئے یہ تعدد مقرر ہے۔ دیکھو ایک

محقق لکھتا ہے کہ اگر عدو الیٰں بہی صد و سیزدہ کس بہت اجتماعی  
رسد امام طاہر میثود۔ صافی شرح اصول الکافی باب پنجم کتاب الحجۃ۔

۱۱۔ جبکہ شیعہ کے ہاں سلام السلام علیکم کہنا سنت ہے۔ ملاحظہ ہو حلیۃ المتقین  
ص ۲۶۵ و ۲۶۶ دیکھ کر کیا وجہ ہے کہ شیعہ اس سے کتر لیتے ہیں۔ اور یا علی مدد وغیرہ کو  
پسند کرتے ہیں۔ کیا ائمہ طاہرین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی بوقت ملاقات  
ایسا فرمایا کرتے تھے یا یہ اختراع شیعہ کا ہے۔

۱۲۔ مولانا مشکل کشا کی رضامند شیعہ جماعت پر ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ جبکہ آپ زبان  
سے اپنی جماعت کی یوں تلوین فرماتے ہیں کہ قسم بخدا اس جماعت سے معاویہ  
میرے لئے بہتر ہیں۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں۔ اور میرے قتل  
کا ارادہ کیا۔ میرا مال لوٹ لیا۔ ..... قسم بخدا اگر میں معاویہ سے جنگ کروں  
پہی لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کے معاویہ کو دیدیں گے۔ جلاء العیون شیعہ  
ص ۳۳

۱۳۔ جبکہ نص صریح ہے۔ ولا تسب الذین یرعون من دعت اللہ  
فیہوا اللہ عادل والخیر علیہم سکوا انعام اور وصایا اور نصائح  
امیر المؤمنین میں بھی یہی ہے۔ اے فرزند ہمیشہ کارکن رہنا اور غش اور ہرزہ گوئی  
سے اپنے نفس کو نجر و توہین کرنے والا رہنا کتاب جلاء العیون شیعہ  
ص ۲۴۔ پس بد زبان شیعہ قابلِ تعزیر ہے کہ نہیں۔

۱۴۔ کیا آپ کے ہاں ہاشمی عورت کا نکاح غیر ہاشمی سے درست ہے کہ نہیں۔ اگر  
درست نہیں تو علی علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا جو ہاشمیہ  
مختل عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو غیر ہاشمی تھے۔ کیوں نکاح کر دیا۔ ملاحظہ  
ہو مسالک شرح شرائع الاسلام کتاب النکاح اور مجالس المؤمنین قاضی  
نور الدین شوستر می اگر درست ہے تو آپ کے ہاں سادات علوی کا انجو برابر ہو گیا

۱۵۔ آیت اما یلغزن عندک الکبراولہما او کلہما فلا تقل لہما اف ولا تنصرہما وقل لہما قولہما کرہما۔ خطاب عندک الکبر کس کی طرف ہے اگر رسول کی طرف ہے۔ تو نزول آیت کیوقت حضور کے والدین کب موجود تھے۔ اور کب بڑھاپے کو پہنچے تھے۔ حالانکہ ان کی فوتیدگی کے بعد قریباً چالیس سال قرآن کریم کا نزول ہوا۔ اور اگر یہ خطاب امت کی طرف ہے۔ جیسا کہ علامہ طبرسی شیعہ نے لکھا ہے۔ ان الخطاب للنبی والمراد امتہ تو کیوں آیت وات ذا القرنیٰ حقہ کی تخصیص بغیر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اور ذا القرنیٰ سے مراد فاطمہؑ اور حقہ سے فدک مراد لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اجتہاد اب ملا علی حائری نے موعظ حسنہ میں لکھا ہے۔ اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ یہ آیت قرآن کریم میں دو دفعہ آئی ہے۔ ایک دفعہ سورہ بنی اسرائیل میں اور ایک دفعہ سورہ روم میں اور یہ دونوں سورتیں مکی ہیں۔ اور مکہ میں فدک کہاں تھا۔

۲۶۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم میاں سوئے۔ تو جو آپ نے فرمایا کہ اھیوئی مکتب اکتب لکھ کتابا لئن تھلک المبلکہ ابدال۔ یہ خطاب کن لوگوں کی طرف تھا۔ کیا اس میں حضرت علی رضہ حضرت عباس رضہ یا دوسرے اہل بیت نبوی حاضر نہ تھے۔ کیا اس سے پیشتر بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے کچھ لکھا پڑھا کرتے تھے۔ اگر یہ حکم آپ کا وحی الہی سے ہوتا۔ تو اس کے بعد آپ تین چار روز تک زندہ رہے۔ تو کیوں اس کام کو دوسرے وقت میں سرانجام نہ دیا۔

۱۷۔ ساس کے ساتھ زناہ کرنے سے آپ کے مذہب میں اپنی عورت کے ساتھ عقد باقی رہتا ہے یا فسخ ہو جاتا ہے۔ بنیو بسند الکتاب ؟

۱۸۔ نکاح ستہ پر کوئی نص صریح پیش کو۔

۱۹۔ اگر اپنے بیٹے کی عورت سے کوئی شخص زناہ کرے یا اس کے برعکس تو آپ کے مذہب کی رو سے کیا لڑکے کی عورت لڑکا پر اور باپ کی عورت باپ پر حرام ہوگی یا نہیں جس طرح حکم ہر صاف لکھیں۔

۲۰۔ انبیاء کا ورثہ علم تھا یا درہم و دینار۔

۲۱۔ جبکہ آپ کے ہاں نکاح بغیر دو گواہوں کے ہو جاتا ہے۔ (من لا یحضر الفقیہ جلد ۳ ص ۱۲۴) تو اگر عورت مرد کا جھگڑا ہو جائے۔ تو ان کی صفائی کیسے خدا یا شیر خدا یا امام غائب کون صاحب آیا کرتے ہیں۔

۲۲۔ جبکہ آپ کے ہاں نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی بہت تاکید ہے ملاحظہ

ہو کتاب من لا یحضر الفقیہ جلد ۳ ص ۱۵۱۔ تو پھر کیوں جماعت بندی کا رواج عام نہیں۔

۲۳۔ جبکہ آپ کے ہاں حبران کا ایسا سخت حکم ہے کہ فحش کان مہاجرا لایحیہ اکثر من ذالک یعنی تین دن کا فتنہ النار اولیٰ بہ (من لا یحضر الفقیہ جلد ۳ ص ۱۹۶) پھر خاتونِ جنتؑ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کیوں اثنا لمبا عرصہ ہجر کیا اور ناراض رہے۔

۲۴۔ جبکہ روزہ رکھنے کا آپ کے ہاں اتنی تاکید ہے کہ تین روزہ فرضی ترک کرنے کی سزا میں امام کو چاہئے کہ اس شخص کو قتل کر دیوے (من لا یحضر الفقیہ جلد اول صفحہ ۱۸۶) پھر کیا وجہ ہے کہ اکثر اہل شیعہ روزہ دار نہیں ہوتے۔

۲۵۔ جبکہ آپ کے ہاں براز سے نکلے ہوئے نچے کو کھانا جائز ہے اور جو اس کو کھائے اس کے لئے بہشت واجب ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب من لا یحضر الفقیہ

جلد ۱ صفحہ ۱۰۔ کیا بتاؤ اس قول امام کی اب بھی پیروی کرتے ہو یا نہیں

۲۶۔ آپ کے امام کا فتویٰ ہے کہ مگر پیشہ والا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

دسمل کی اُمت سے خارج ہے اور حوض کوثر پر وہ حاضر نہ ہو سکیگا۔ ملاحظہ ہو کتاب من لایحضر  
الفقیہ جلد ۱ ص ۶۔ باوجود اتنے سخت مانع شرعی کے اکثر اہل شیعہ کے تکیوں اور امام باقرؑ  
کی رونق بھنگ چرس چندو وغیرہ سے ہے۔ اگر یہ چیزیں طیب پاک ہیں تو بارہ اماموں  
سے کسی ایک امام نے بھی استعمال کی ہیں یا کہ نہیں۔ کسی معتبر دلیل سے بتلاؤ۔

۳۸۔ جبکہ آپ کے ہاں سیاہ لباس دوزخیوں کا لباس ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب من لا  
یحضرہ الفقیہ جلد ۱ ص ۱۰۔ تو یہ کیا وجہ ہے۔ کہ اکثر اہل شیعہ خامکر عشرہ مجرم میں سیاہ  
لباس ہی زیب تن کرتے ہیں۔ اور دوزخ کا لباس پہننا پسند کرتے ہیں۔

۲۹۔ مابوت بنانے کا شرعی ثبوت پیش کرو۔ جبکہ آپ کی معتبر کتاب من لایحضرہ الفقیہ  
میں لکھا ہے۔ من جدنا قبلنا او مثل مثالا فقد خرج من الاسلام۔ سو  
تقریب پرست دلدل پرست علم وغیرہ پرست ملان کہاں ہے۔

۳۰۔ شیعوں کے فتویٰ سے جنع فزع کرنے والا کافر مطلق ہے۔ ملاحظہ ہو التبصا  
جلد ۱ ص ۵۵ دفرع کافی جلد ۱ ص ۱۱۱۔ بتلاؤ جی سانگ بنا کر سیاہ لباس پہن کر  
رومنے پیٹھے کا کیا ثبوت رکھتے ہو۔ فقط (انور دوالمیالوی)

## لَطَائِفُ وَظَرَائِفُ

خلافت عباسیہ کا آفتاب نصف النہار پر ہے۔ اور خلیفہ ہارون رشید جیسا  
بیدار مغز خلیفہ سررائے خلافت ہے۔ اس نے وارث تخت خلافت کے لئے ایک  
درویش عالم کو مقرر کیا۔ انہوں نے صوفیائے کرام کے مسلک کے مطابق عباسی شہزاد  
کو دنیا کے سب سے بڑے فلاسفر اور نجات کا پیغام من سلت سلم و من سلم  
منجی کی تفسیر بتا کر خاموشی کا فلسفہ بتایا۔ اور کہا کہ راہ نجات صرف یہی ہے۔ عباسی  
شہزادے نے اس فرمان پر سر جھکا یا۔ اور اس میں اس کو اس درجہ خوش ہوئی کہ  
اس نے بالکل خاموشی اختیار کی۔ ارکان سلطنت کو اس مسلسل خاموشی پر گونگے ہو گیا

شبہ ہوا حکماء اور اطباء طلب کئے گئے۔ اور علاج شروع ہوا مگر دوا بے سود تھی علاج بیکار ثابت ہوا۔ بالآخر تمام ماذق اطباء نے شہزادے کے لئے شکار تجویز کیا۔ شہزادہ شاہی شان و شوکت کے ساتھ صبح کے وقت شکار کو روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک تیتھر بولا۔ رفقا و شکار نے آواز پر گولی چلائی۔ نشانہ نے خطا نہ کی۔ اور چند منٹ کے بعد یہ خوبصورت پرند بچ مکے شہزادے کے سامنے لایا گیا۔ شہزادے پر اس حیرت ناک اور عبرت انگیز واقعہ کا بہت اثر ہوا۔ اور مباحثہ اس کے منہ سے نکلا۔ **صلوات** یا رسول اللہ اور پھر اس ٹرپے ہوئے تیتھر کی طرف دیکھ کر کہا، قلت وما الملک کیوں بولا جو ہلاک ہوا۔ شہزادہ کی زبان سے یہ فقرہ سنتے ہی امراء و بارہا نے خوشی کے شادیاں بجا دیں اور اپنے مقصد کو پا کر راستہ سے واپس ہوئے۔ اور ہم ماجرا خلیفہ اردن الرشید سے عرض کیا۔ وہ نہایت خوش ہوا۔ اور اس نے اپنے پیارے بیٹے سے بات کے جواب میں خاموشی دیکھ کر عباسی خون خوش میں آیا۔ اور اسی وقت حکم دیا۔ کہ شہزادے کو کوڑے مارے جائیں۔ احکام خلافت پناہ کی اسی وقت تعمیل ہوئی۔ شہزادے نے بدلا کر کہا۔ **صلوات** یا رسول اللہ من سکت سلمہ ومن سلمہ بخا۔ (تم جملہ) سچ فرمایا۔ کہ لئے خدا کے رسول تم نے جس نے خاموشی اختیار کی۔ وہ دیا سلا متی کے کناخے پر جا بیچا اور ناجی ہو گیا اگر اس وقت تیتھر نہ بولتا۔ تو ہرگز شکار نہ ہوتا۔ اور اس کو زخمی دیکھ کر میرے منہ سے قلت وما الملک نہ نکلتا۔ تو آج ہرگز عباسی شہزادے کی پیٹھ پر کوڑے نہ لگتے۔

### بات کا سچا

ایک عرب جس کا نام احمد تھا۔ اپنی خوبصورت تیز رفتار گھوڑی کو ہرات ایک رستی سے باندھ کر اسی رستی کے سرے کو اپنے تکیہ سے باندھ لیتا تھا۔ تاکہ کوئی گھوڑے کا چور اس کو چرانہ سکے۔ احمد کہا کرتا تھا۔ کہ تیز رفتاری میں اس گھوڑی کا



کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک چور نے رستی کاٹ دی اور کہنے لگا اب دیکھو کہ تیز رفتاری میں تمہاری گھوڑی کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر چور گھوڑی کی پشت پر سوار ہو گیا۔ اور اس کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اے گیا۔

احمد اور اس کے دوست گھوڑوں پر سوار ہو کر اس چور کے تعاقب میں چلے۔ اور قریباً چور کے بالکل نزدیک پہنچ گئے۔ تب احمد نے یہ خیال کیا۔ کہ اگر میں چور کے پکڑنے میں کامیاب بھی ہو گیا۔ تو میں اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کر دوں گا۔ پس اس نے چور سے چلا کر کہا کہ ذرا اس کے کان میں چپکلی بھرو۔ چور یہ اشارہ سمجھ گیا۔ اس مانوس اشارہ پر گھوڑی سوا ہو گئی اور ایسی تیز رفتاری سے اڑی کہ بہت جلد نظر سے غائب ہو گئی۔ احمد کے دوستوں نے اس کی بے وقوفی پر اس کو لعنت طاعت کی۔ احمد نے کہا۔ اچھا میں نے اپنا گھوڑا کھو دیا۔ مگر میں نے اپنے الفاظ کی سچائی ثابت کر دی :

## حضرت عیسیٰ کی شان میں ایک مرزائی مناظر کی گستاخی بھیرہ میں مرزائیوں کی کرکری

موضع ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء تاریخ بھیرہ میں ہمیشہ یادگار رہیگا۔ مرزائے قادیان کے خلیفہ اول نور دین کے مسکن و مولد میں قادیانی جھل و فریب کا طلسم ٹوٹ گیا حضرت مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب کولوتار ٹروی کے ساتھ مرزائیوں کا فیصلہ کن مناظرہ ہوا یا پائے قادیان نے اپنے خاص محترمہ عبدالرحمن خادم اور محمد سلیم و دیگر قادیانی مولویوں کو بھیجا۔ ہمزائوں نے اس مناظرہ کی کامیابی کے لئے صدقے دئے مگر دعا کر دعائیں مانگیں۔ مگر وہاں دعاؤں کا فرین الا فی ضلال مرزائیوں کی قسمت میں ناکامی و نامرادی مقدر تھی۔ پہلے دن حیات شیخ پر اسلامی مناظر کے زبردست دلائل نے ان کی کمرہت توڑ دی۔ اپنے اور بگائے احمد سنت و مرجہا کہہ اٹھے۔ مرزائی مناظر سوائے منہ چڑانے کے اور کوئی جواب

نہ دے سکا۔ دوسرے دن اسلامی مناظر نے ختم نبوت پر ۱۸ آیات قرآنیہ ۱۰ احادیث اور مرزا کے اقوال پیش کئے جس کا جواب سوائے غلط بحث اور خلاف ورزی شرائط کے اور کچھ مرزائی مناظر سے بن نہ سکا۔ اذروئے شرائط مناظرہ استدلال صرف قرآن و حدیث سے ہونا چاہئے تھا۔ مرزائی مناظر نے بواقیت دالحواس وغیرہ کی چند عبارتوں سے پبلک کو دھوکہ دینا چاہا۔ اس کے اس کید کی بھی قلعی کھل گئی۔ آخری مناظرہ میں مرزائی صداقت مرزا کے مدعی تھے۔ اس مناظرہ میں مرزا کے عجیب غریب گول مول الہامات محمدی بیگم۔ اور ڈاکٹر عبدالحکیم کے متعلق پیشینگوئیوں پر بحث ہوئی۔ مرزائی مناظر کی بدتہذیبی بد اخلاقی اور اشتعال انگیز الفاظ سے عوام الناس کا مشتعل ہو جانا یقینی تھا۔ مگر اسلامی مناظر نے نہایت صبر و تحمل سے کام لیا۔ اور صدر جماعت اسلامیہ مولانا طہور احمد گوبی نے صبر و تحمل کی عوام الناس کو تلقین کی۔ مرزائی مناظر محمد سلیم نے خدا کے جلیل القدر داد و لوالہ عزیم پیغمبر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی شان میں کہا کہ ”معلوم نہیں وہ کون بلا ہے“ اس پر لعنتوں کی بوچھاڑ کی گئی۔ آخری مناظرہ میں بدحواسی اور روسیاسی کا منظر نہایت عبرت انگیز تھا۔ مسلمانوں نے فہمت الذی کفر کا لفظ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مناظرہ کے اختتام پر کرسیاں سربراہ ٹھٹھکے ہوئے مرزائی میدان سے رفو چکر ہوئے۔ بھیرہ کی تمام پبلک ہندو سکھ۔ عیسائی اور مسلمان بلکہ انصاف پسند مرزائیوں نے بھی مرزائی مناظر کی شرمناک ہزیمت اور اسلامی مناظر کے زبردست دلائل کا اعتراف کیا۔

مورخہ، شہر بمقام جامع مسجد بھیرہ شاندار جشن فتح منایا گیا۔ شرانے مبارک باد کی کئی قصائد پڑھے۔ مرزائی چوہوں کی طرح اپنے اپنے بلوں میں گھسے ہوئے ہیں۔ بھیرہ کے ہر فرد کی زبان پر اس فتح کا چرچا ہے۔ اکثر مرزائی مذہب ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ کہ شہر بھیرہ میں مرزائیت کی موت واقع ہو گئی ہے۔ کوئی مرزائی

کسی سے آنکھ ملانے کی جرات نہیں کر سکتا۔

مناظرہ کی مفصل روئداد ماسوار سالہ شمس الاسلام بھیرہ نے نومبر نمبر میں شائع ہوگی۔ جو خواہش خدا صاحب کو بھیجی جاوے گی۔ اگرچہ مرزا یوں کو ہمیشہ مناظرہ میں نہریت ہوا کرتی ہے۔ مگر بھیرہ میں جیسی شکست و نہریت کا انہیں سامنا کرنا پڑا ایسی واضح نہریت کبھی نہیں دیکھی گئی۔ دابر القوم الذی ظلموا۔  
(لاخوذ از زمیندار مودخہ ستمبر ۱۹۳۲ء)

## خرب الانصار کا شاندار کارنامہ ضلع شاہ پور میں اسلام کی شان دار فتوحات

پاپائے قادیاں مرزا محمود احمد نے سادہ لوح مسلمانوں کو بہکانے اور ان سے اپنے آبا کی بتوت منوانے کے لئے تبلیغی و فود تمام پنجاب میں ارسال کئے ہیں۔ ضلع شاہ پور کے دیہات میں دودھہ کرنے کا ڈیڑھ ماہ کا پروگرام بنایا گیا۔ قادیاں سے محمد سلیم۔ ملک عبدالرحمن خادم۔ عبداللہ اتحاز۔ محمد نذیر ملتانوی وغیرہ بھیجے۔ اہل سنت کی موقر تبلیغی انجمن خرب الانصار بھیرہ نے ان کے زہریلے پراسپیگنڈا کا سرچہ مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد حسین صاحب مولوی فاضل کولہ ٹارڈ۔ مولانا محمد شفیع صاحب فاضل خوشاب۔ مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی ظہور احمد صاحب بگوی صدر خرب الانصار و مولوی عبدالرحمن صاحب مبلغ خرب الانصار پرستمل ایک وفد مرتب کیا گیا جس نے یکم ستمبر سے ۲۲ ستمبر تک میرزا یوں کا سرچہ تعاقب کیا۔ اور ان کو اپنے ناپاک منقا صدیں کا میاب نہ ہونے دیا۔ قصبہ میانیاں میں میرزا یوں کو سخت دگت و نامرادی کا سامنا کرنا پڑا۔ بھیرہ میں دودن کے مناظرہ میں میرزا سیت کی موت واقع ہو گئی۔ بھیرہ سے میرزا

خوشاب پہنچے۔ خوشاب میں شرائط مناظرہ طے کرنے میں دو دن صرف ہوئے۔ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۲ء کا دن خوشاب کے مسلمانوں کے لئے یادگار رہیگا۔ اُس دن میدانِ مناظرہ میں شیرانِ اسلام عالیشان سائیان کے نیچے جلوہ افروز ہوئے۔ ہزاروں اشتیاحوں دورِ دوازے جمع ہوئے۔ میزانیوں کا رنگ زند اور حواسِ گم تھے۔ غلامِ سول راجیکی بھی خاص طور پر اپنے قادیانی مبلغوں کی امداد کے لئے وہاں پہنچ گیا تھا۔ مگر حق کی ہیبت ان پر ایسی طاری ہوئی۔ کہ عین وقت پر انہوں نے مناظرہ سے انکار کر دیا اور پولیس سٹیشن میں جا کر تحریری درخواست دی۔ کہ ہمیں نقص امن کا خطرہ ہے۔

اہل سنت کی طرف سے حکیم حافظ چن پیر احمد صاحب مستند مدرسہ طلیہ دہلی۔ و سیٹھ عبدالرسول صاحب میونسپل کمشنر نے پانچ پانچ ہزار روپیہ کی ضمانتیں داخل کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ انہیں ہر طرح اطمینان دلایا گیا۔ مگر انہوں نے میدانِ مناظرہ سے فرار ہی میں مصالحت دیکھی۔ اور گیارہ بجے ٹانگہ پر سوار ہو کر موضعِ محوکہ کی طرف چلے گئے۔ مسلمانانِ خوشاب کا بچہ بچہ فرطِ مسرت و انبساط سے پھولا نہ سکتا تھا۔ میزانیوں کے اس واضح فرار پر ان کے مذہب کی قلعی کھل گئی۔ نجات کو جامع مسجد میں شاندار جشنِ فتح منایا گیا۔ جس میں علمائے کرام نے مرزائیت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دیں۔ رات کے دو بجے مجاہدینِ اسلام کا یہ قافلہ کشتی کے ذریعہ بجانبِ محوکہ روانہ ہوا۔ ایک رات اور ایک دن کے سفر کے بعد چالیس میل کا سفر طے کر کے مودخہ ۱۳ ستمبر بعد نمازِ عشاء نعرہ اُٹے۔ تکبیر کے ساتھ اس قافلہ کا محوکہ میں ورود ہوا۔ محوکہ میں میزانی مبلغین بلا خوف و خطر اپنی زہریلی تبلیغ میں مصروف تھے۔ لشکرِ اسلام کی آمد سنکر ان کا گلا بیٹھ گیا۔ رات کو بارہ بجے تک علمائے اسلام کی زبردست تقاریر ہوئیں۔ دوسرے دن میزانیوں کو ہر چند غیرت دلائی گئی۔ چیلنج دیا گیا۔ مگر وہ اپنے گھروں کے اندر ہی چھپے رہے۔ اور بعد دوپہر نہایت ہی ناکامی و نامرادی۔ ذلت و حزن کے

ساتھ بھاگ نکلے۔ جلسہ اسلامیہ نماز مغرب تک جاری رہا۔ مجوکہ کے میزرائی اپنے مولویوں کو کھڑے ہے۔ مجوکہ سے سلاوالی تک میزرائیوں کا تعاقب کیا گیا۔ سلاوالی میں میزرائیوں نے ناجائز شرائط پیش کر کے مناظرہ سے پہلوتی اختیار کی۔ مگر ان کی تمام شرائط منظور کر کے ان پر فرار کا راستہ بند کر دیا گیا۔ اور موضع ۱۸ اور ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء کو بمقام سلاوالی ایک فیصلہ کن مناظرہ ہوا۔ اہل اسلام کی طرف سے مولانا محمد حسین صاحب کو لوٹارٹ۔ و مولانا محمد شفیع صاحب کو ٹائیٹل نظر تھے۔ اور مولوی ظہور احمد صاحب کو ٹی صدر تھے۔ میزرائیوں کی طرف سے محمد سلیم ملک عبدالرحمن خادم نے مناظرہ کیا۔ اور عبداللہ محمد تیرمٹانی غلام مصطفیٰ وغیرہ ان کے معاون بنے۔ حیات مسیح اور ختم نبوت کے مسئلوں میں میزرائیوں کی بدحواسی کا منظر قابل دید تھا۔ ان کی حالت فحشت الذی کفر کا مصداق تھی۔ آخری دن میزرا صاحب کی ذات معرض بحثہ تھی۔ میزرائیوں کی بدتہذیبی۔ بدزبانی۔ دریدہ دہنی، انگشتہ مذاق سے تمام سپک نالاں تھی۔ مگر اسلامی مناظرے کمال حوصلہ و ثبات سے کام لیا۔ اور دعاوی و مکائد میزرا کی قطعی اس خوبی سے کھولی۔ کہ تمام لوگ عیش عشر کر اٹھے۔ میزرائیوں کے رنگ اڑے تھے۔ ان کے چہروں پر لعنت برس رہی تھی۔ آخر ہزار ذلت و رسوائی جان چھڑا کر وہاں سے اپنے قیامگاہ پر پہنچے۔ منہ اندھیرے ہی گاڑی پر سوار ہو کر کھلوال کی طرف بھاگ گئے۔ مجاہدین اسلام ابھی تک ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔ میزرائی بہت پریشان اور مضطرب ہیں جب سے میزرا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اغلباً آج تک ان کا ایسا تعاقب کبھی نہیں ہوا۔ بے درپے ہر کمٹیوں سے ان کے حواس مختل ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ کہ اس دورہ میں کمی مذہب میزرائیت سے تائب ہوئے جن کی تفصیل آئندہ نمبر میں اشاعت درج ہوگی مفصل کیفیت دورہ اشاعت آئندہ میں درج ہوگا۔ (عبدالرحمن مبلغ ضرب الانصار و سیکرٹری تبلیغ جماعت اسلامیہ بھرہ) :

## بہاولپور کا حرکتہ الارامتہ

### مرزا آجہانی کافر اور مرتد میں

مولانا مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کا دلائل بیان

رسول مختار مدعیہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص دعویٰ نبوت تشرعی یا غیر تشرعی کرے وہ مسلم ہے یا کافر؟ اور جو شخص مدعی نبوت کو اس کے دعویٰ میں سچا سمجھے اور آل حضرت کے بعد اجرا نبوت کو جائز رکھے۔ اس کے متعلق آپ کا فتویٰ کیا ہے۔ کیا ایسے شخص کا نکاح کسی مسلمہ عورت سے ہو سکتا ہے۔ یا مرزائی ہونے کے بعد رہ سکتا ہے یا نہیں۔ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ بہت سے لوگوں نے ان کو اس دعویٰ میں سچا سمجھا۔ مرزا صاحب اور ان کے متعلقین کے متعلق شرعی فتویٰ کیا ہے۔ مولانا نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ان عقائد باطلہ کے موئے مرزائے آجہانی کافر اور مرتد ہیں۔ اور ایسے کافر ہیں کہ مرزا صاحب کے عقائد باطلہ معلوم ہونے کے بعد جو شخص ان کے کفر میں ارتداد میں شک کرے وہ بھی دینا پی کافر ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ یہ مسئلہ اب واضح مسئلہ ہے کہ دنیا میں جتنے بڑے مذاہب ہیں۔ ان کا سب کا یہ متفقہ فیصلہ و عقیدہ ہے۔ مولانا نے ان کے خلاف خلافت مسلمانہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا جس کی عبارت یہ ہے۔

”حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پریخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ جو اپنی ٹرکی غیر احمدی کو دے آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا۔ اور کئی قسم کی مجبوریں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو بھی فرمایا کہ لڑکی کو ٹھکانے رکھو۔ لیکن غیر احمدی کو نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدی کو لڑکی دے دی۔

تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدی جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔

مولانا نے یہ حوالہ پیش کر کے کہا کہ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کی شریعت کے مطابق تمام غیر احمدی کافر ہیں۔ اس لئے وہ اپنی عورت کسی غیر مذہب والے کے عقد میں دینا جائز نہیں رکھتے۔ اور جب یہ بھی مالا لیا جائے کہ جس کو وہ اپنی جماعت سے لگاتے ہیں وہ مسلمان نہیں رہتا۔ تو معلوم ہوا کہ مرزائی مذہب میں اگر کوئی احمدی کسی مسلمان سے اپنی لڑکی بیاہ دے۔ تو صرف یہی نہیں کہ اس کا نکاح جائز نہ ہو بلکہ وہ کافر بھی ہو گیا۔

قبضہ مولانا نے عدالت کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس جماعت کا عقیدہ یہ ہو کہ اگر لڑکی کی عورت ہم مسلمانوں کے عقیدے آئے۔ تو نہ صرف وہ کافر ہو جائے۔ بلکہ اس کا باپ بھی کافر ہو جائے۔ پھر وہ ہم سے یہ امید کیوں رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی عورتیں ان کے نکاح میں رہیں۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ مرزا صاحب اور اُس کے متبعین اور مسلمانوں میں اس وقت تک یہ بات متفق علیہ ہے کہ دعویٰ نبوت تشریعیہ کافر ہے۔ مولانا نے اس کی تائید میں قول فیصل ص ۹۶ م ۹۷ اور چشمہ معرفت ص ۱۰۸ اور ضخیمہ حقیقۃ النبوة ص ۲۵ بحوالہ بدرہ مارچ ۱۹۰۸ء اور حق المتقین ص ۱۰۸ بحوالہ ۱۹۰۲ء کے حوالہ جات پیش کر کے ثابت فرمایا کہ مرزا صاحب اور مرزا محمود اور ان کے تمام متبعین کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ لہذا دعویٰ نبوت تشریعیہ بالفاق کافر ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ ان تصریحات کے بعد خود مرزا صاحب نے نبوت تشریعی کا دعویٰ کیا۔ لہذا وہ اپنی تحریر اور اقرار سے کافر بھی ہیں۔ مرتد بھی۔ اور دائرۃ اسلام سے خارج بھی۔ مولانا نے اس کی تائید میں اربعین ص ۱۰۷ و ص ۱۰۸ کا حوالہ پیش کیا جس کی عبارت یہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ مشرعتیہ کیا چیز ہے جس نے



اپنے مربی کے ذریعہ چند امراء بھی بیان کئے۔ اور اپنی اُمت کے لئے قانون مقرر کیا  
وہی صاحبِ شریعہ ہو گیا۔ بس اس توفیق کی رُو سے بھی ہمارے مخالف غم میں۔ کیونکہ  
میری وحی میں امر بھی ہے۔ نہی بھی ہے۔ اور ایسے ہی اربعینِ علاء کے حاشیہ کا  
حوالہ پیش فرمایا۔ اور ان جوابات سے ثابت فرمایا۔ کہ مرزا صاحب کے نبوتِ تشریحی کا  
دعویٰ کھلے الفاظ میں کیا ہے۔ بس وہ اپنے اقار سے کافراں مرتد ہیں۔ مولانا نے  
اسی حوالہ سے یہ بھی ثابت فرمایا کہ مرزا کے نزدیک وحی اور نبوتِ تشریعیہ کے لئے یہ  
ضروری نہیں۔ کہ کوئی جدید حکم ہو۔ بلکہ جو آیاتِ قرآنی مرزا صاحب نے اپنی وحی میں  
بیان کی ہیں۔ وہ بھی مرزا کی شریعت بن گئیں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے کہا ہے۔ کہ صاحبِ  
شرع کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی شرع میں نئے احکام ہوں۔ کیونکہ اللہ نے  
فرمایا ہے۔ ”ان هذا النبی الصّحف الاولی صّحف ابراہیم و موسیٰ“  
مولانا نے یہ بھی ثابت فرمایا کہ مرزا کے نزدیک نبوتِ تشریعیہ کے لئے یہ بھی ضروری  
نہیں۔ کہ اس کی وحی میں تمام احکام ہوں۔ بلکہ اگر ایک امر اور ایک نہی ہے۔ یا کی گئی۔ تو  
وہ بھی صاحبِ شریعت ہو گیا۔ مولانا نے فرمایا۔ کہ اب اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ اگر نبی کو صرف  
حکم ہی ہو۔ کہ تم کو نبی بنایا گیا ہے۔ تو اس حکم کی تبلیغ کرو۔ جو اس کو نہ مانے کافر ہے۔ تو یہ  
بھی صاحبِ شرع ہو گیا۔ اور اس میں اور نبی آخر الزمان میں کوئی فرق نہیں۔ کہ دونوں  
صاحبِ شرع ہیں۔

مولانا نے فرمایا۔ کہ ان باتوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ جو نبی حقیقی اور شرعی ہو۔ اس کیلئے  
نبیِ تشریحی ہونا ضروری ہوا۔ مرزا کی تصریح کے مطابق یہ ناممکن ہے۔ کہ کوئی نبی سچا اور  
حقیقی ہو۔ مگر صاحبِ انشراح نہ ہو اور تشریحی نہ ہو۔

مولانا نے فرمایا کہ اب ثابت ہو گیا۔ کہ جن علماء نے یہ کہا ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد  
کوئی نبی نہیں آئیگا۔ ان کا مطلب اور جن علماء نے یہ کہا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں  
آئیگا۔ ان کا مطلب ایک ہی ہے۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔ مولانا نے اربعینِ علاء ص ۶

کا حوالہ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مرزا نے اس میں اپنی تعلیم کو کشتی نوح قرار دیا۔  
دارنجات ٹھہرایا ہے۔ اور یہ مرزا کا ایک نیا حکم ہے جس نے شریعتہ محمدیہ کو منسوخ کر دیا  
مولانا نے حوالہ جات پیش کر کے فرمایا کہ مرزا صاحب نے قیامہ نفع صور حشر اجداد وغیرہ کا  
بھی انکار کیا۔ اور ان تمام آیات اور احادیث کا بھی انکار کیا ہے جن میں یہ سب باتیں  
مذکور ہیں۔ ان کے وجہ کفر میں سے ایک وجہ کفر یہ بھی ہے۔

مولانا نے مرزا کا ایک اشتہار پیش کیا۔ کہ جس میں مرزا نے چندہ کی اپیل کرتے  
ہوئے لکھا ہے کہ جو شخص کچھ چندہ بھی مقرر نہیں کرتا۔ وہ منافق ہے۔ اس کے بعد  
اس سلسلہ میں نہیں رہ سکتا۔ اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ تو سلسلہ بیعت اس کا  
نام کاٹ دیا جائیگا۔ یا اگر کسی نے مسلسل تین ماہ تک چندہ ادا نہ کیا۔ تو سلسلہ سے خارج  
کر دیا جائیگا۔ تو گویا اس اشتہار سے مرزا صاحب نے احکام اسلام پر یہ زبانی کی۔  
کہ جو شخص مرزا صاحب کو چندہ نہ دے۔ وہ سلسلہ بیعت سے خارج ہے۔ یعنی اسلام  
سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت علیہ السلام نے زکوٰۃ کے متعلق بھی ایسا  
سخت حکم نہیں دیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مرزا صاحب کی شریعتہ شریفہ اسلام کے لئے ناسخ  
ہے پس مرزا ایوں کا یہ بے بنیاد غدر کہ مرزا صاحب کوئی نئی اور ناسخ شریعتہ نہیں لائے  
اور شریعتہ وہی سدا رہے۔ جو شریعتہ ناسخ اور جدیدہ ہو غلط ٹھہرا۔

مولانا نے اس قسم کے بیشمار حوالہ جات پیش کر کے ثابت فرمایا۔ کہ مرزا نے اپنی  
اُمت کے لئے ایسے احکام صادر کئے ہیں جن کا شریعتہ محمدیہ میں کوئی وجود نہیں اس  
لئے کہ وہ نئی شریعتی ہیں۔ اور ان کی شریعتہ شریعتہ جدیدہ ناسخ ہے۔ اور مرزا صاحب کو  
اقرار ہے۔ کہ جو شخص نبوت شریعتہ کا دعویٰ ہو۔ وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔  
اس سے مرزا صاحب باقرار خود کافر مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

**ختم نبوت کا منکر کافر ہے**

مولانا نے بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہاں تک میرے بیان کا ایک جزو

پورا ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب کو خود اقرار ہے کہ دعویٰ نبوت تشریحی کفر ہے۔ اور پھر خود دعویٰ نبوت تشریحی کیا۔ اور بہت سے احکام میں تغیر کیا۔ لہذا مرزا صاحب باقرار خود کافر اور مرتد ہیں۔ ایسے ہی ان کے اعدا و انصار و اتباع۔

اس کے بعد مولانا نے قرآن حکیم کی آیت ما کان محمد ایا احد من دجالکم وکن الرسول اللہ و خاتم النبیین ط بطور استدلال ختم نبوت تلاوت فرمائی اور اس کی تفسیر و تشریح کیسے ابن کثیر کی یہ عبارت پیش کی۔ فخذلوا الایمۃ نص علی اللہ لا بنی بعدی الخ یعنی یہ آیت اس بارہ میں تصریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جب نبی نہیں تو رسول بطریق اولیٰ نہیں۔ کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے خاص ہے۔ اس کی تائید میں سینکڑوں احادیث متواترہ ہیں۔ جن کو صحابہ کی ایک بہت بڑی جماعت نے ردائیت کیا ہے۔ آہ۔ مولانا نے فرمایا کہ حدیث متواتر (خواہ متواتر اللفظ ہو۔ خواہ متواتر المعنی) کے مفہوم کا منکر ایسا ہی کافر ہے۔ جیسے قرآن کا منکر۔ پس جو شخص ختم نبوت کا منکر ہے۔ وہ قرآن کا منکر ہو کر بھی کافر ہوا۔ اور احادیث متواترہ کا منکر ہو کر بھی اس نبوت میں کوئی برزوری ظلی کی قید نہیں۔ بلکہ مطلق نبوت ہے پھر مولانا نے ابن کثیر صراحت کی یہ عبارت پیش فرمائی فمن رحمۃ اللہ علی عبادہ الارسال محمد الخ۔ یعنی ان حضرات کا جو نبوت کرنا اللہ کی رحمت ہے۔ اور ان حضرات کی عظمت و عزت ہے کہ آپ پر تمام انبیاء و رسل کو ختم کر دیا گیا۔ اور دین حنیف کو مکمل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اور ان حضرات نے احادیث متواترہ میں خبر دے دی ہے کہ ان حضرات کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئیگا۔ تاکہ امت کو معلوم ہو جائے کہ آپ کے بعد جو بھی مدعی نبوت ہو۔ وہ کذاب مفتری دجال ضال مضل ہے۔ اگرچہ کوئی شخصہ باز اور جادوگر ہو جیسا کہ اسود غسانی اور سلیمہ کذاب نے احوال فاسدہ ظاہر کئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔ اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوت پر۔ یہاں تک کہ وہ مسیح دجال پر ختم کر دیئے جائیں گے۔ انتہی۔ پھر مولانا نے مخرج المجانی

ص ۲۱۲ اور شرح شفا ص ۵۱۸ و ص ۵۱۹ کے حوالجات پیش کئے۔ اور ان حوالجات سے ثابت فرمایا کہ جو شخص قائل ہو کہ مقام نبوت ریاضت باصفا، طلب اور کسب سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یا مدعی نبوت ہو یا مدعی وحی نبوت ہو یا اجرا نبوت کا قائل ہو۔ یا جنت میں جانے اور محدودوں سے ملنے اور جنت کے بھل کھانیکا مدعی ہو تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ یہ سب اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی حضرت نے واضح فرمادیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ ان کا کفر یقینی اجماعی سماعی ہے۔ اہ پس چونکہ مرزا صاحب مدعی نبوت مدعی وحی نبوت مدعی تشریعی حقیقہ ہیں۔ اور صاحب کتاب ہونے کے مدعی ہیں۔ اور اپنی نام نہاد وحی کو قرآن کے برابر سمجھتے ہیں۔ لہذا وہ بوجہ تصریحات قرآنیہ و حدیث کافرو مرتد ہیں۔

موضوعات کبیر کا حوالہ۔ مشر شمس نے مولانا محمد شفیع صاحب کے بیان پر جرح کرتے ہوئے موضوعات کبیر ملا علی قاری سے ایک عبادت پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی بے فائدہ سعی کی تھی۔ کہ ملا علی قاری کے نزدیک آں حضرت کے بعد نبی کا آنا جائز ہے صرف باب نبوت تشریعیہ بند ہے۔ مولانا نے ملا علی قاری کی شرح شفا کا ایک ناطق اور صریح حوالہ پیش کر کے اس کو ہباء منشی کر دیا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ آں حضرت کے بعد جو شخص کفریہ کی نبوت کا دعویٰ کرے۔ خواہ تشریعی یا غیر تشریعی وہ کافر مرتد ضال مضل کذاب مفتری علی اللہ ہے۔ اور ساتھ ہی مرقاة شرح مشکوٰۃ ص ۵۶۲ کا حوالہ پیش کر کے ثابت فرمایا کہ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ کہ احادیث کان بعد نبی بنی مکان عمر۔ انت منی بمنزلہ تھارون من موسیٰ لوعاش ابراہیم مکان حد یقاً بنینا میں یہ حکم فرضی اور تقدیری ہے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اگر فرض محال میرے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے۔ تو میرے صحابہ کی ایک جماعت ہوتی۔ مگر میرے بعد چونکہ نبی کا آنا ممتنع ہے۔ لہذا میرے صحابہ سے بھی کوئی نبی نہ بنا تو ثابت ہوا۔ کہ جب تصریح ملا علی قاری آں حضرت کا یہ کلام بطریق فرض محال والتقدیر ہے پس

فرقہ مرزائیہ کا ان احادیث کو جو از نبوت کے استدلال میں پیش کرنا باطل اور مردود ٹھیکرا اور سب اس ملا علی قاری کے قول سے ثابت ہوا جس کے قول کو مرزائی اپنے استدلال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ - فلنہ الحیل -

### دین کی تکمیل اور ختم نبوت

بعد ہ مولانا نے ختم نبوت پر استدلال کے طور پر قرآن کی آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الخ تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام نعمتوں کے اتمام کا ذکر فرمایا ہے۔ اور نعمتوں سے نعمت عظمیٰ نبوت اور دین ہے۔ پس جب نبوت اور دین کمال پر پہنچ کر مکمل ہو گئے۔ تو اب نہ کوئی نیا دین آ سکتا ہے۔ نہ کوئی نبی۔ مولانا نے اس کی تائید میں انسان الکامل ص ۱ کی عبارت ذیل پیش کی۔ فانہ ما ترک شلیا الخ اور ثابت کیا۔ کہ آں حضرت پر دین کامل ہو گیا۔ اور نبوت باقصاصھا آپ پر ختم کر دی گئی ہے پس حضرت کے بعد کوئی کسی قسم کا بنی حقیقی خواہ اس کو شرعی کے نام سے موسوم کر دیا شرعی یا طلی یا ریزی کے نام سے نہیں آ سکتا۔ ان تصریحات نے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ پس جو شخص مدعی نبوت ہو کر لوگوں کو اپنی نبوت کی دعوت دے اور اپنی اطاعت کو فرض کہے وہ کافر مرتد ہے۔ اس کے بعد مولانا نے قرآن حکیم کی یہ آیت بطور استدلال پیش فرمائی۔ قوله وما ارسلناک الا کافۃ للناس اور فرمایا کہ آں حضرت کی بعثت تمام انس و جن کی طرف ہے۔ پس کوئی انسان ایسا نہیں۔ جو آپ کی بعثت سے خارج ہو۔ اور دوسرے نبی کی ضرورت باقی رہ جائے مولانا نے شرح شفا ص ۱۵۹ اور ابن کثیر ص ۲۵۵ کا حوالہ پیش کر کے ان کی عبارتوں سے ثابت فرمایا۔ کہ اس آیت میں تصریح کر دی گئی ہے۔ کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کی بعثت تمام دنیا کے لئے ہے۔ پس یہ بات اسلام میں بلا حتمہ اور ضروری معلوم ہے۔ کہ آپ آخری نبی ہیں۔ اور تمام انسانوں کی طرف مرسل ہیں۔ جن میں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ۛ

## نبوت کا مدعی کا فرہے

اس کے بعد مولانا نے فرمایا - کہ اس وقت جو کچھ عرض کیا گیا ہے - اس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن میں یہ امر ثابت اور محقق ہے - کہ انکار ختم نبوت و ادعائے نبوت و ادعائے وحی نبوت کذب ہے - یہ تینوں وجوہ کفر کے جدا گانہ ہیں - اور مرزائے آجہانی میں تینوں باتیں جمع ہیں لہذا مرزا صاحب کے کفر کے یہ تین انواع ہیں جس کے ماتحت بہت سی خیرات داخل ہیں - اور مرزا صاحب بہت سے وجوہ سے مرتد و کافر ہیں - آیات تو غیر محدود تھیں مگر اختصار کو مد نظر رکھ کر ان پر اکتفا کرتا ہوں - اور مختصر طور پر چند ایک احادیث بیان کرتا ہوں - ورنہ احادیث دوبارہ ختم نبوت اڑھائی سو سے زائد ہیں -

طلحہ و برور کی نفی: مولانا نے بخاری ص ۱۹۱ کے حوالہ سے حضرت ابوہریرہؓ کی وہ حدیث بیان فرمائی جس میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے - کہ بنی اسرائیل کی تبلیغ و ہدایت کے لئے تو انبیاء آیا کرتے تھے - مگر یقین رکھو - کہ میرے بعد کوئی طلحہ - بروری نجی نہیں آئیگا - ہاں دین کی نشر و اشاعت و تبلیغ احکام کے لئے خلفا ہونگے - مولانا نے فرمایا - کہ یہ حدیث صراحتہً اس بات کو واضح کر رہی ہے - کہ آپ کے بعد کوئی طلحہ برفی بنی نہیں آئیگا - مولانا نے فرمایا - کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہے - اور اس بنا پر مفسرین و محدثین نے کہا ہے - کہ ختم نبوت کی احادیث متواتر المعنی ہیں - جو بھی ان کا انکار کرے - و منکر قرآن کی طرح کافر اور مرتد ہے - مولانا نے فرمایا ایسی احادیث کہ جن کا راوی ایک ہو - مگر اس کا مفہوم بالکل مفہوم قرآن ہے - تو ان کا انکار بھی بوجہ اس کے کہ وہ انکار قرآن ہے کفر ہے - نہ اس وجہ سے کہ وہ خبر واحد کا انکار ہے بلکہ اس وجہ سے کہ اس کے انکار سے انکار قرآن لازم آتا ہے -

قصر نبوت کی آخری اینٹ

اس کے بعد مولانا نے بحوالہ مسلم ص ۲۴۸ وہ حدیث بیان فرمائی جس میں آنحضرتؐ نبوت کی تمثیل بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میری اور انبیاء سابقین کی مثال ایسی ہے

کہ ایک شخص نے ایک بہت خوب صورت مکان بنوایا۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس مکان کے حسن کو دیکھ کر منتجب ہوتے اور کہتے ہیں کہ اس اینٹ کی جگہ کیوں پوری نہ کر دی گئی۔ آں حضرت فرماتے ہیں کہ وہ اینٹ میں ہی ہوں۔ اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تعمیر قصر نبوت جو ابتدائے آفرینش سے شروع ہوئی تھی۔ وہ آں حضرت کے سوا ناقص تھی۔ آپ کے وجود باوجود سے مکمل کر دی گئی۔ اب قصر نبوت میں کوئی اور جگہ باقی نہیں۔ اور کوئی نئی اینٹ خواہ مخواہ اس میں شامل ہونا چاہے تو وہ قصر نبوت میں شامل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آپ نے فرمادیا۔ کہ انا خاتم النبیین میرے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اگر کوئی شخص مدعی نبوت ہو تو خدا نے قصر تیار کیا تھا وہ اس کی جزو نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے بحوالہ ابو داؤد رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ کی وہ حدیث بیان فرمائی جس میں آں حضرت علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک میں اور بعض روایات میں ستر دجال نہ آئیں۔ جس میں سے ہر ایک مدعی نبوت ہوگا۔ مولانا نے فرمایا اس حدیث میں آں حضرت نے اپنے بعد کے مدعی نبوت کو دجال فرمایا ہے۔ اور امت کو ہدایت فرمائی ہے کہ میرے بعد جس کسی سے سنو، رسول اللہ۔ تو انکھ بند کر کے کہو۔ کہ تو دجال کذاب مغتری ہے۔ پس آپ کے بعد اگر کسی قسم کی نبوت جائز ہوتی۔ تو ہدایت مجتہد محکم اعظم رہنا عالم آباء ارشاد نہ فرماتے۔ جس سے امت بے دھڑک مدعی نبوت کو دجال کہہ دے۔ بلکہ فرض تھا۔ کہ فرماتے۔ میرے بعد دجال بھی ہونگے۔ اور نبی بھی۔ دیکھو نبی کی اطاعت کرا پس آپ کا یہ ارشاد صریح دلیل ہے۔ کہ آپ کسی قسم کی نبوت شرعیہ باقی نہیں رہی۔ اگر فرض محال در محال در محال واقعی کوئی نبی ہو۔ اور اس پر وحی کی بارش ہوتی ہو۔ اور سیلاب آتا ہو۔ تو ہم اسے بہر حال دجال کہیں گے۔

کیونکہ ہمارے آقا فداہ الی دایمی کار شادی ہی ہے۔

### نبوت اور بشارت

اس کے بعد مولانا نے بحوالہ کنز العمال حضرت عائشہ صدیقہ کی وہ حدیث بیان فرمائی جس میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اب نبوت کے حصص میں سے صرف بشارت ہی باقی رہ گئے ہیں اور پس اور فرمایا کہ اس کی اس حدیث میں آنحضرت نے حصہ کے ساتھ فرمادیا کہ اب نبوت کے حصص میں سے کوئی حصہ دنیا میں باقی نہیں۔ فقط اچھے خواب تو معلوم ہوا کہ جو شخص آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرے مجھوٹا ہوگا۔ مولانا نے فرمایا کہ اس حدیث نے مرزاٹوں کے اس استدلال کے پرچھے اڑا دیئے۔ مرزائی بلور استدلال کہا کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ قولا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ اجراء نبوت کی قائل ہیں۔ (معاذ اللہ) کیونکہ اس حدیث کی راوی خود حضرت عائشہ ہیں۔ کہ ان حضرت کے بعد حصہ نبوت میں سے بشارت کے سوا کوئی حصہ باقی نہیں۔ لہذا ان کی طرف یہ منسوب کرنا کہ وہ آنحضرت کے بعد نبوت شرعیہ کو جائز رکھتی ہیں مردود اور باطل اور افتراء ہے۔

### ختم نبوت کا عقیدہ ضروریات دین سے ہے

اس کے بعد مولانا نے اقوال فقہ بیان کرتے ہوئے اثباتاً و انتکاً ص ۲۶ شرح عقائد ص ۱۰ و ص ۹۹ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۱۰ بحوالہ اربع ص ۱۳ عالم گیر ص ۱۸ عمل و نخل ص ۱۸ و ص ۱۸ شامی ص ۱۸ کے حوالجات پیش کر کے ثابت کیا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریات دین سے ہے جو شخص اس حضرت کو خاتم النبیین نہ جانتا ہو۔ یا اجراء نبوت کو جائز سمجھتا ہو۔ یا دعویٰ نبوت کرتا ہو۔ یا عقیدہ ختم نبوت میں شک و شبہ رکھتا ہو۔ اگرچہ لاعلم کہیں نہ ہو



کافر ہے مرتد ہے۔ اور اس کی جہالت کوئی عذر نہیں۔ اگر اصرار کرے اور اپنے عقیدہ کی تبلیغ و تشریح کرے۔ واجب القتل ہے۔ اور ختم نبوت کا عقیدہ ایسے ہی ضروریات دین سے ہے۔ جیسے اعتقاد و توحید و وجہ باری تعالیٰ و اعتقاد رسالت و اعتقاد دفریہ حلوۃ خمس ہے جو شخص ختم نبوت کا منکر ہے وہ اور منکر رسول برابر ہیں (نامہ نگار)

## زمیندار کے فکرات

نشی غلام احمد انجمنی کے رنگیلے صاحبزادے اور البیلے خلیفہ نہروہی شمر مرزا بشیر میں دنیا جہان کی بُرائیاں ہوں۔ لیکن ان کی اس خوبی سے مجال انکار نہیں۔ کہ وہ اپنے باوا کی شریعت سے کبھی سرمو منحرف نہیں ہوئے۔ اور جس جرأت اور بے باکی کے ساتھ انہوں نے اپنی نبوت کا چمکتا ہوا جھوٹ وضع کیا تھا۔ اُسی جسارت و شجاعت کے ساتھ یہ اپنی مٹھی بھر جماعت کو محامد و محاسن کا منیج اور فضائل و مناقب کا مخزن بنانے سے ذرا نہیں جھجکتے سا و جب ”بہشتی مقبرہ“ کا رخ کر کے منبر پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو اپنی۔ اپنے باوا کی اور اپنے خرد باختہ حلقہ بگوشوں کی حمد و ثنا میں زمین آسمان کے قلبے ملا کر رکھ دیتے ہیں۔ شمارہ دیروزہ میں ان کے آسمانی صحیفہ ”الفضل“ کا اقتباس شروع ہو چکا ہے۔ اور قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ پاپائے قادیان اسلام کا بیڑا غرق کرنے والوں کے پیرو مشد ہونے کے باوجود کس جرأت سے اعلان کر رہے ہیں کہ ”زمیندار“ اور اس کے عقیدت مندوں کو نظر نہ آئے تو یہ ان کا قصور ہے وہ اسلام کے جس بیڑے کو مسلمانوں نے گنگا میں غرق کر دیا تھا۔ اس کو اُچھالنے کے لئے ہمارے آبا جان سبوت ہو چکے ہیں۔

”الفضل“ کے اسی مضمون میں اس کا بھی دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ مرزا ابوبکر

کے قبلہ و کعبہ کی خانہ ساز بنوت کے صدقے میں اسلام کو جو فروغ حاصل ہوا ہے اور ان کے نیا زندوں کی مساعی جمیلہ سے یونین جبیک کے زیر سایہ دنیائے اسلام میں جو انقلاب رونما ہو چکا ہے۔ اس سے کوئی مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اس دعویٰ کی دلیل کے طور پر ارشاد ہوتا ہے۔

”یہ ہم یوں ہی نہیں کہہ رہے ہیں۔ بلکہ اس خدا کے وعدوں کی بنا پر کہتے ہیں۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (رحمہ اللہ) کے سر میں جنبلی کا تیل کو ساری دنیا کے مقابلہ میں اکیلا مبعوث کیا۔ اور پھر ساری دنیا کی مخالفتوں کے باوجود اعلانِ ادا و سرسلی کے وعدہ کے مطابق وہ کامیابی عطا کی کہ جماعت کو لاکھوں تک پہنچا دیا۔ اور روز بروز اسے ترقی دے رہا ہے۔“

ساری دنیا کے مقابلہ میں اکیلا مبعوث کیا“ کا صحیح مفہوم کچھ دبی سمجھ سکتا ہے جسے مرزا ٹیوں کے قبلہ و کعبہ کی طرح ٹیجی ٹیجی کے استاد غزرائیل علیہ علیہ سے نسبت لے لیا حاصل ہو۔

اس خانہ ساز ضلال و مضل نبی کی کامیابی کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ سرکارِ دولت مدار اس کے محصیتِ نیاہ و امن سے برکت حاصل کر رہی ہے۔ اس کے ”دوزخی مقبرہ کے مجاور آج ایوانِ حکومت میں تبلیغِ مرزا“ کر رہے ہیں۔ اور دنیا بھر کے چالیس کروڑ مسلمانوں کے علی الرغم اس کے حلقہٴ بوشوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن اگر ”الفضل“ یا اس کے پیرومرشد کے پاس قادیان کے اس اکیلا مبعوث کی کامیابی کے دلائل یہی ہیں۔ تو ہمیں خوف ہے کہ آئندہ ”یوم تبلیغ“ کے موقع پر بہت سے قادیان زدہ اصحاب یا پائے قادیان کے کشکول میں چھوٹی کوڑی بھی نہ ڈالیں گے۔ کیونکہ اسی استدلال کی بنا پر اس گئی گزری حال میں بھی محمد علی (روحی فداء) کے نام لیوا یونین جبیک کے سایہ میں پتلہ لیتے والی اس

شرعہ تقلید سے بہرہ درجہ ارفع و برتر ہیں۔ اور اب بھی ان میں ابن مسعودؓ مصطفیٰ کمال  
 رضا شاہ۔ نادر خان۔ شاہ فواد۔ افریقہ وغیرہ موجود ہیں۔ اور ان میں خواہ کتنی ہی  
 برائیاں کیوں نہ ہوں ان کی بادشاہی بہر حال چوہدری ظفر اللہ خان کی بادشاہی سے زیادہ  
 وقیع ہے۔ اور پاپے قادیان کو اپنے باؤ کی اُمت کی تعداد پر فخر ہے۔ تو مسلمانوں کے  
 مقابلہ میں ان کی وہی حیثیت ہے۔ جو حالہ کے مقابلہ میں ایک راہی کی۔ ان کی تعداد  
 اب تک لاکھ کو بھی نہیں پہنچ سکی ہے۔ اور مسلمانوں کی تعداد چالیس کروڑ ہے :  
 ماضی قریب نے دنیا سے اسلام کے دو بہت ہی بڑے دشمنوں کا تعارف  
 کرایا ہے۔ ایک ایران میں پیدا ہوا اور اس کا نام بہار اللہ باب تھا۔ دوسرے کا  
 خمیر مایہ خاک سہاٹھا یا گیا اور اُسے غلام احمد قادیانی کہتے ہیں۔ ایک نے فریضہ  
 حج کو سا قف کر دیا۔ اور دوسرے نے ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا کہ جہاد حرام ہے  
 علامہ اقبال نے جب سے اس حقیقت عریان کو اپنی بلیغ نظم کا شبنی لباس پہنا یا ہے  
 سر قادیانی انہیں تب بھی نظروں سے دیکھنے لگا ہے۔ ازبکہ علامہ مدوح یہ ایک ہنگرنہ  
 ضرب لگا کر جو کا وہ کی رُوح کو بھی وجد میں لے آئی ہوگی۔ خاموش ہو گئے ہیں۔ اسلئے  
 اندسی اور دشمنی مرزائی اپنے گندہ دمان نبی کی تقلید میں انہیں آئے دن فحش گالیاں  
 دینے سے تو مصلحتاً گریز کرتے ہیں۔ کہ مبادا اقبال کے قلم سے پھر ایک ایسی نظم نکل  
 آئے جیسی فردوسی نے محمود غزنوی کی شان میں لکھی تھی۔ لیکن اُن کے دل میں اقبال  
 کی طرف سے جو زہر ہر ہوا ہے۔ وہ کبھی نہ کبھی بے اختیار ٹپک ہی پڑتا ہے۔

کلی افاء بتوشک بہا فیہ :

پیر زادہ احمد شاہ ندیم قاسمی نے جو ہاول پور کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور  
 علامہ اقبال سے خاص عقیدت رکھتے ہیں۔ اپنے کالج کے ایک نوجوان قادیان زادہ  
 کا کلام خرافات التمام قارئین زمیندار کی ضیافت طبع کے لئے ارسال کیا ہے۔ جو علامہ  
 مدوح کی مشہور نظم کمال عید کا جواب ہے۔ ان صاحبزادہ کا نام مرزا سیف اللہ خان

ہے۔ اور آپ میرا قسم علی کی دو ورق کی رعایت سے فائز تخلص رکھتے ہیں۔ آپ نے اقبال کی نظم کا مضحکہ اڑاتے ہوئے اپنے پایا مرزا بشیر الدین محمود کے کارناموں کو چمکایا ہے۔ اور آخر میں اقبال کو دعوت دی ہے۔ کہ اپنے موجودہ اسلامی عقائد سے تائب ہو کر منشی غلام احمد آجھانی کی نبوت پر ایمان لے آئیں۔ پایائے قادیان کے دربار کے اس نو خیزت عمر کے کلام کی باگلی ملاحظہ ہو:

دیکھنی ہو عہد نو میں گروہی شان و شکوہ	قادیان میں پھر مسلمانوں کی بیداری بھی دیکھ
چاک ترکوں نے کیا رختِ خلافت کو اگر	قادیان میں تو خلافت کی جہانداری بھی دیکھ
سنگباری سے بھی ہرگز منہدم ہوتی نہیں	قصر احمد کی فدا یہ نچتہ دیواری بھی دیکھ
سازِ عشرت کی صدا لہدن میں کانوں سے	چشمِ واسے درسِ قرآن کو دہاں جاری بھی دیکھ
گر ہوا تو آشنا لطفِ تکلم سے تو کیا	قادیان میں دینداروں کی گہر باری بھی دیکھ
تختہ مشقِ سنگِ خشت افغانِ کابل میں مچے	عہدِ نو میں پھر شہیدوں کی یہ خودداری بھی دیکھ
فرقہ آرائی کے الجھٹیل کا این پر اثر کیا	گنبدِ تشلیٹ پر مسلم کی بم باری بھی دیکھ
ان لٹ نوں کو تو تو نے آفتاب دیکھا نہیں	اس یہ شاک ہے کہ بیزاری بھی ناداری بھی دیکھ

چھوڑ یہ شکوے مسیح پاک کو اقبال مان  
اک نظرِ فاروق کی یہ گرم گفتاری بھی دیکھ

علامہ اقبال نے اگر اردو سے تعلق تو طرکِ فارسی سے رشتہ جوڑ نہ لیا ہوتا۔ اور قادیان کے ماعروں کی پھکوڑیات کا جواب دینا ان کے لئے مایہ صد ہزار عار و ننگ نہ ہوتا۔ تو وہ یقیناً اس نظم کا جواب یوں دیتے  
لے کہ ہے اپنی رواداری پہ تجھ کو فخر و ناز !!!  
قادیان میں کافروں کی مومن آزاری بھی دیکھ

خواجہ جمیل کی درگاہ دیکھ آیا ہے تو  
اب بہشتی مقبرہ کی چار دیواری بھی دیکھ

ترندی کو اور بجن ری کو رٹا تو کیا ہوا !!!  
 قادیان جا اور غلام احمد کی الماری بھی دیکھ  
 تو نے اپنی فوج کی دیکھی قواعد مدتوں !!  
 اب نصاریٰ کے رضا کاروں کی طیاری بھی دیکھ  
 کاٹنا مقصود ہے اسلام کا جس سے شہر  
 قادیان کے لندن ہاتھوں میں وہ آری بھی دیکھ  
 مثنیٰ فی النوم اور اس کے فلسفہ پر مگر نظر  
 قادیان کی نازیوں کی طرح داری بھی دیکھ  
 سن لے اپنے کان سے الفضل کی گالی گلوچ !!!  
 لکھنؤ شہر آگیا جس سے وہ بھٹیاری بھی دیکھ  
 آج آتا ہے نظر گر تجھ کو باطل سے بلند  
 اپنی آنکھوں سے کل اس کی ذلت و خواری بھی دیکھ

(زمیندار ۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء)

## احتذار

قادیانی وفد کے تعاقب میں ٹریڈ مارک گزاریں گے بعد حضرت میر صاحب مورخ  
 ۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو واپس پہنچے۔ اس عرصہ میں کثرت مشاغل مسلسل وسیع دوروں کی وجہ سے  
 ماہِ ستمبر کا رسالہ وقت پر شائع نہ ہو سکا۔ اور بجائے یکم کے ۱۲ ستمبر کو جلدِ خریار ان کے نام  
 بھیجا جا سکا۔ رسالہ نہ ابھی دیر کے بعد شائع ہو رہا ہے۔ جلدِ قارئین سے اس تاخیر کیلئے  
 معافی کا خواستگار ہوں۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت باقاعدہ پابندی وقت ہوا کرے گی۔  
 ماہِ نومبر کا رسالہ انشاء اللہ بے نظیر ہوگا۔ اس میں حزبِ انصار کے شاندار کارنامہ یعنی  
 قادیانیوں کو پے درپے نہایتیں دینے اور مناظروں کے مفصل حالات شائع ہونگے  
 رسالہ کا حجم بھی زیادہ ہوگا۔  
 (خاکسار منیجر)



# اطلاع

سرگودھا میں میرزاٹیوں کو مناظرہ کرنیکا حوصلہ نہ ہوا۔ ہر حین پہلک کے ذمہ دار اصحاب نے انہیں آمادہ کرنیکی کوشش کی۔ مگر انہوں نے تقریری مناظرہ سے صاف انکار کر دیا۔ بعد ازاں چاک جنوبی میں قادیانیوں کو دیہاتیوں نے مجبور کر کے علماء اسلام کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔ چک ۳۷ جنوبی کے مناظرہ میں مرزاٹیوں کو اولیٰ تر شکست ہوئی۔ وہاں سے مرزائی ٹڈھرا نچھہ پہنچے۔ علماء کرام بھی اُن کے تعاقب میں وہاں پہنچ گئے۔ مگر میرزاٹیوں نے مناظرہ کر کے انکار کر دیا اور وہاں سے قادیان کی طرف بھاگ گئے۔

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔ الحمد لله ع

## حزب انصار کاتیسرے عظیم الشان سالانہ جلسہ

ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء کے وسط میں بمقام بھیرہ منعقد ہوگا۔ شائقین محضر رہیں۔

حزب  
ہے  
اسلام  
میں  
انعام  
طریق  
دین  
کی  
عالی  
کی  
ہیں  
رہیں  
ہو  
تعلیم  
در  
مفسر  
نئی  
مصر  
اپنی

# منہ انصار الی اللہ

الحزب الانصار الیہ خالص کارکنوں کی جماعت ہے۔ جن کا مطلب جید خدمت اسلام میں ہے۔ یہ مسلمان کیلئے اس کا داخلہ کھلا ہے۔ ہر وہ مسلم جس کے سینہ میں مولوہ عمل جو خود ہے۔ جو ملت اسلام کی زبانِ خالی سے متاثر ہو کر عملی کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا فرض ہے کہ حزب انصار میں شامل ہو کر ایک نظام کے ماتحت سرگرم عمل ہو جائے۔

**اغراض و مقاصد** (۱) اندوینی و بیرونی مخلوق سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت (۲) اصلاح رسوم (۳) احیاء و اشاعت علوم و دینیات (۴) اصلاح رسوم

**طریقہ کار** (۱) اسلامی علوم کی تعلیم و تدریس کیلئے دارالعلوم کا اجراء جس میں طلباء و نئیات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے مکمل عالم مبلغ اور مناظرین کر نکلیں اور عوام کی ہدایت و تقویت دین کا باعث بنیں (۲) ایسا کتب خانہ قائم کرنا جس میں مجملہ علوم و فنون و دیگر ذامباطلہ کی کتب جمع کی جائیں جن کے مطالعہ سے مدرسین و مبلغین اور طلباء کی نظر غائر اور خیالات عالی ہوں۔ اور عام شائقین ان کے مطالعہ سے مستفیض ہو سکیں (۳) مجاہدین و کارکنان کی ایسی جماعت کا قیام جو بذریعہ وعظ یا تقریر عامہ مسلمین خصوصاً دیہاتیوں کو تبلیغ احکام الہی کریں جن سے ان کے اخلاق و معاشرت کی سعادت و اصلاحات شرعیہ مطابقت ہو سکیں۔

(۴) اغراض مذکورہ بالا کی اشاعت کیلئے ماہواری رسالہ کا اجراء ضرورت ہے۔ سرفروش مجاہدین کی جو مذکورہ بالا لائحہ عمل کی تکمیل کیلئے کام کریں۔

حزب الانصار کا ہاتھ تباہ نہیں یہ کام افراد کا نہیں بلکہ جماعت کے ذریعہ ہی کیا جاسکتا ہے۔ جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم غریبیہ قائم ہو چکا ہے جس میں علوم غریبیہ اسلامیہ کی مکمل تعلیم تدریس طلباء کی رہائش و خوراک کا انتظام موجود ہے۔ بوجہ کی سرمایہ کتب خانہ کے قیام کیلئے منقطع درپیش ہیں و نیز حضرات کتب خرید کر وقف کریں اس طرح سے آسانی کیلئے کتب خانہ قائم ہو سکیگا۔ تنہم مفلس اور لاوارث بچوں کی تعلیم تربیت خوراک و رہائش کیلئے خالص انتظام کیا گیا ہے مبلغین و طالبین دورہ کے نئی زندگی کی طرح چھوٹے ہیں یہ سالہ شمس السلام حزب انصار کی طرف سے جاری ہے ان تمام

مصارف پر ۲۰ روپیہ ہمارے زیادہ خرچ ہو رہا ہے حزب انصار کے مفلس بچوں کو روٹ بٹیا کا رکن اپنی حیثیت سے زیادہ مصارف کے متحمل ہیں مجملہ اہل اسلام کا فرض ہے کہ ان کا رخس حقہ لیں۔ آگ میں آکر گرنا پروانہ بہ کہتا ہوا۔ ہر میرے ساتھ اگر مردانگی کا جو ہے



# نیکی کن نامی ان عظمت شمار عمر دعوت عمل

حزب الانصار کے مقاصد اغراض طریقہ عمل مرقع رسالہ کے تیسرے صفحہ پر درج ہے۔ مسلمان کا فرض ہے  
 کہ وہ سچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیا اس کا فرض نہیں ہے اس مسئلہ میں جب  
 توفیق حصہ لے ذیل کے طریقوں سے آپ اس سلائی پورے کی آساری فرما سکتے ہیں، اپنی ہواوی آمدیں سے  
 کچھ حصہ مقرر کریں جو ماہ بہ ماہ حزب کو پہنچا ہے نیز اس کے رکن بنکر اور وٹوں کو رکن بننے کی ترغیب  
 کر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے ۲۲، اپنی نوکۃ قصۃ اور خیالات اگر سب ہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غزنیہ کے  
 غریب نادار طلباء اور یتیم داروں کو سچے سچے عطافرائش جس کی تعلیم و تربیت خیرات رہائش کا ذمہ حزب انصار  
 نے لے رکھا ہے ۲۳، ہواوی رسالہ شمس الاسلام کے خریدار بکر حزب انصار کو اس کے مالی مصارف سبکدوش  
 ہیں اور دیکھئے نیز رسالہ کی اشاعت وسیع کرنے کے لئے سبھی فرمائیے۔ کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ہے جس میں  
 رسالہ نہ جاتا ہو یقین چاہئے کہ رسالہ کا ہر ماہ کی جگہ جانا ایک نکل عالم مبلغ اور نہ مٹا کر کے جانیکے برابر ہے۔  
 (۴) تباہی ماسکین غریب وارہ مسلم بچے جہاں ملیں ان کو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیجیں  
 بھیجیں تاکہ بڑی جگہ اثر سے بیکار اسلام کے خادم بن سکیں (۵) اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از  
 کم چار سال کیلئے دارالعلوم غزنیہ بھیجیں۔ چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی  
 استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ اما ان مسجد کو مجبور کریں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو  
 چار سالہ تصاب تک کیلئے بھیجیں وہیں بھیجیں (۶) اہل قلم حضرات رسالہ کی فلمی اعانت سے تبلیغ  
 قرائن اور مخیر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے خرید کر کتاب خانہ حزب انصار کیلئے وقف  
 فرمائیں تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام لے سکیں جن جن کتب کی ضرورت وہ بذریعہ استفسار معلوم کر لیں۔  
 (۷) اپنے علاقہ میں غریب نادار طلبہ کی تبلیغی جدوجہد دیگر کوائف سے مطمع فرماتے رہا کریں اور اگر ضرورت  
 ہو تو حزب الانصار کے مبلغین طلبہ کو مکر تبلیغی مجلس کے انتقاد کا انتظام کریں (۸) اگر  
 آپ تبلیغ کر سکتے ہیں تو شعبہ تبلیغ حزب الانصار میں اپنا نام درج کرائیں ۴۰

ناظم حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)